صلوا کما رأیتمونی أصلی
میرے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نماز
مولانا عطاء اللہ صاحب پالن پوری (مومنواسی)

اضافہ شدہ

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِيْ أُصَلِّي

میرے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

تالیف

مولانا عطاء اللہ صاحب پالن پوری (مؤمن واسی)

پسند فرمودہ

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

ناشر

الامین کتابستان دیوبند

تفصیلات

نام کتاب	:	میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز
تالیف	:	حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب پالن پوری (مومن واسی)
باہتمام	:	قاری مجتبیٰ امین صاحب پالن پوری
سن اشاعت	:	صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق جنوری ۲۰۱۰ء
کمپیوٹر کتابت	:	الفضل کمپیوٹرس دیوبند 09557514799
مطبع	:	ایس. ایچ. آفسیٹ پرنٹرز، دریا گنج، نئی دہلی
ناشر	:	الامین کتابستان دیوبند

AL-AMEEN KITABISTAN

DEOBAND SHOP No. 9 Madani Market, Pin: 247554 (U.P.) India

Ph: (01336) 221212, Mob. 09412680528, 09557515199

ملنے کے پتے

- مدرسہ جامعہ خلیلیہ خلیل آباد ماہی (گجرات)
- رشیدیہ کتب خانہ چھاپی (گجرات)
- مکتبہ رشیدیہ کاکوسی (گجرات)
- مکتبہ الغزالی سری نگر (کشمیر)
- قاسمی کتب خانہ نوگاؤں (آسام)
- سنابل کتاب گھر مغل پورہ، (حیدرآباد)

نیز دیوبند کے سبھی کتب خانوں پر دستیاب ہے

فہرست مضامین

تقریظ

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

باسمہ تعالیٰ

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

محترم مولانا عطار اللہ مومن واسی کی کتاب ''میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز'' میں نے بالاستیعاب مطالعہ تو نہیں کی تاہم جگہ جگہ سے پڑھنے کا موقع ملا۔ ماشار اللہ کتاب نہایت مفید معلوم ہوئی۔ اور مسائل پر اطمینان کے لئے یہی کافی ہے کہ مکرم مفتی احمد صاحب خانپوری اور محترم مفتی آدم صاحب بھیلونی وغیرہم کی توثیق وتصویب کے کلمات درج ہیں۔

پس اگر اس کتاب میں درج شدہ مسائل وہدایات کے مطابق نماز پڑھی جائے تو درحقیقت ہماری نماز حضور ﷺ کے ارشاد ''صلوا کما رأیتمونی اصلی'' کا مصداق ہوگی۔ اوران شار اللہ عنداللہ شرف قبولیت سے نوازی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ مصنف اور جملہ ناشرین کو جزار خیر عطا فرمائے اور امت کو اس کی قدر اور اس کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

فقط

محمد قمر الزماں الٰہ آبادی

بیت الاذکار، بی/۶۳۹، وصی آباد الٰہ آباد

۹/رجب ۱۴۲۷ھ

ارشادِ عالی

شفیق الامت حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب (بانی وسرپرست مدرسہ خلیلیہ ماہی)

عزیزم وعنایت فرمائم مولوی عطاء اللہ میاں!

سلمکم اللہ وعافاکم وبارک اللہ فی علمکم

بعد سلام مسنون! آں عزیز کی کتاب ''میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز'' کا ہجوم ومشاغل و مسلسل اسفار کی وجہ سے جستہ جستہ اجمالی مطالعہ کیا، نیز عزیز مسعود سلّمہٗ سے بصارت کی کمی کی وجہ سے کچھ حصہ سنا، ماشاء اللہ آں عزیز نے جانفشانی کے ساتھ بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا ہے کتاب کے مطالعہ سے تصحیحِ صلوٰۃ کے ساتھ اتباعِ سنت کا شوق وجذبہ پیدا ہوتا ہے، اور اپنی کوتاہی نظر آجاتی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو قول میں، فعل میں، عادت میں، عبادات میں، اتباعِ سنت نصیب فرمائے اور آں عزیز کی مساعیِ جمیلہ کا اپنی شایانِ شان بدل عنایت فرمائے۔

قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا سرسری نظر سے نہیں، بلکہ یکسوئی اور محبت وعظمت کے ساتھ مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ بے حد فائدہ ہوگا، یہ کتاب معلّمین، متعلّمین اور مبلغین کے سفری بیگ میں سفر کا ساتھی سمجھ کر رکھنے کے لائق ومفید ہے۔ ع:

ذوق رکھ سنت گرامی سے ۔۔۔ ہے شرف آپؐ کی غلامی سے
جو کوئی پیروِ رسول نہیں ۔۔۔ لاکھ طاعت کرے قبول نہیں

فقط والسلام

احقر کفایت اللہ پالن پوری

تقـــریظ

حضرت مولانا مفتی آدم صاحب بھیلونی مدظلہٗ العالی

شیخ الحدیث دار العلوم جامعہ نذیریہ کاکوسی، شمالی گجرات
وخلیفہ حضرت اقدس مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة و السلام علی سيدنا محمد و آله و صحبه أجمعين.

جولوگ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، لیکن جیسی عمدہ نماز شرعاً مطلوب ہے ویسی نہیں پڑھتے ہیں، اس کی دو وجہیں ہیں: پہلی وجہ یہ کہ عمدہ نماز پڑھنے کا طریقہ جانتے ہی نہیں، جیسی ناقص نماز انہیں آتی ہے، ویسی ہی پڑھتے رہتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ: نماز کے مسائل اور عمدہ طریقہ جاننے کے باوجود غفلت و سستی کی بنا پر عمدہ نماز پڑھنے کی عادت اور مشق نہیں کی ہے، ایسے لوگوں کے دلوں میں نماز کے ظاہر و باطن کو درست کرنے کی اہمیت پیدا کرنے کی شدید ضرورت تھی، اسی طرح ناواقف لوگوں کیلئے نماز کا عمدہ طریقہ بتانے والی کتاب کی ضرورت تھی۔

ان دونوں مقصدوں کو پورا کرنے کیلئے محترم جناب عطاء اللہ صاحب مدظلہٗ العالی مومن واسی (مدرس مدرسہ خلیلیہ مقام ماہی، ضلع بناس کانٹھا، شمالی گجرات) نے یہ کتاب لکھی ہے احقر نے اسکو بالاستیعاب دیکھا ہے، اور بہت ہی پسند آئی بلکہ احقر اس سے مستفید ہوا، دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو خواص وعوام سبھی۔ کے لئے نافع بنائے اور اسکے ذریعہ اپنی اور دوسروں کی نمازوں کو عمدہ سے عمدہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور مؤلف مدظلہٗ کے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

حررہ (مولانا مفتی) محمد آدم بھیلونی (صاحب)
مدرس جامعہ نذیریہ کاکوسی ضلع پٹن، شمالی گجرات
۲۳ رذی الحجہ ۱۴۲۲ھ - مطابق ۸؍ مارچ ۲۰۰۲ء

تصدیق

حضرت مولانا زین العابدین اعظمی صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت اقدس مولانا شیخ عبد الجبار صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

محترم مولانا عطار اللہ صاحب مومن واسی مدظلہ کی کتاب ''میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز'' میں نے مطالعہ کی اور اپنے ایک عزیز محترم مفتی عبد الرحمٰن صاحب کالیڑوی استاذِ مدرسہ دار العلوم چھاپی سے بغور وخوض پڑھوائی، میں مطمئن ہوں کہ اس کے مسائل سب صحیح ہیں۔ موصوف مولانا عطار اللہ صاحب کی اس کتاب سے آنحضرت ﷺ کے طریقہ کے موافق نمازوں کے درست کرنے کا شوق بھی بڑھتا ہے اور مسائل کی صحت کی وجہ سے مشکّکین کے شکوک واوہام کا ازالہ بھی ہوتا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔ خصوصاً ائمہ حضرات کیلئے بے حد نافع ہے اللہ تعالیٰ مولانا عطار اللہ صاحب کے علم و عمل میں اور تبلیغ وتعلیم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(مولانا) زین العابدین الاعظمی (صاحب)
صدر شعبہ تخصص فی الحدیث
مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور
۱۷/ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی

صدر شعبہ افتاء مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل

خلیفہ ارشد حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس پُر فتن زمانہ میں امتِ مسلمہ دینی اور روحانی اعتبار سے جن عمومی مصائب و امراض میں مبتلا ہے، انہیں میں سے ایک بڑا مرض اور مصیبت عبادات کی ادائیگی کے معاملہ میں غفلت و بے توجہی خصوصاً نماز جیسی بنیادی عبادت کہ اس کے ہمیشہ کے پڑھنے والے اور پابند حضرات بھی جس غفلت سے ادا کرتے ہیں وہ نا قابلِ بیان ہے، بس یوں سمجھئے کہ دورِ حاضر میں تمام چیزیں کل پُرزوں کی بنی ہوئیں خودکار (آٹومیٹک) ہوتی جارہی ہیں، نمازوں کا بھی یہی حال ہو چکا ہے، نماز پڑھنے والا جب تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپ ریکارڈ مشین پر نماز کی کیسٹ جاری کرنے کا بٹن کھول رہا ہے، بس اس کے بعد وہ تو خیالات و تصورات کی دنیا میں معلوم نہیں کہاں کہاں سیر و تفریح میں مصروف رہتا ہے، اور ادھر نماز کی کیسٹ چل رہی ہے جس کا خودکار بٹن السلام علیکم کے الفاظ پر بند (آٹو اسٹاپ) ہو جاتا ہے، بقول شیخ عطارؒ ۔

بے گناہ نہ گذشت برمن ساعتے   با حضورِ دل نہ کردم طاعتے

اگر ہم لوگوں سے کل قیامت میں حضورِ دل والے ایک سجدہ کا بھی مطالبہ کیا گیا تو شاید ہم پیش کرنے کے قابل نہ ہوں۔ ؎

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

واقعہ یہ ہے کہ اگر نماز کی روح پیدا کر لی جائے تو امت کی بیشمار مشکلات ومصائب آپ ہی حل ہو جائیں، ضرورت تھی کہ نماز کے موضوع پر اس حیثیت سے قلم اٹھایا جاتا، محبّ مکرم جناب مولانا عطار اللہ صاحب بارک اللہ فی علمہ نے اس موضوع کو چھیڑ کر واقعتاً وقت کے ایک اہم تقاضہ کو پورا کرنے کی مقدور بھر سعی فرمائی ہے، ان کے اس رسالہ کا اکثر حصہ احقر نے پڑھا جو بہت پسند آیا، اللہ تعالیٰ مقصدِ تالیف میں کامیاب فرمائے اور ہم سب کو اس سے فائدہ پہنچائے (آمین)

املاہ (مفتی) احمد خانپوری (صاحب)

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

تقریظ

حضرت مولانا محمد یونس صاحب صدیقی (لکھیم پوری) کڈی

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری رحمہ اللہ

عزیز محترم گرامی قدر کرم فرمائے بندہ جناب مولوی عطار اللہ صاحب

سلّمکم اللہ تعالیٰ فی الدارین، وتمت وعمت فیوضکم وبرکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریتِ طرفین مطلوب، عزیز محترم خلیل احمد سلّمہٗ کے بدست آپ کی کتاب ”میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز“ کے دو نسخے ملے، جزاکم اللہ خیراً۔

پوری کتاب از اول تا آخر نہایت توجہ اور ذوق وشوق سے پڑھی، اور مستفید ہوا، اور دل سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایک بڑا کام لیا، مبارک ہو، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور امت مسلمہ کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز کا حکم یا تذکرہ آیا ہے اقامت صلوٰۃ کے عنوان سے آیا ہے (أقیموا الصلوٰۃ- یقیمون الصلوٰۃ) اقامت صلوٰۃ کے معنی ہیں: نماز کو کامل طریقہ سے ادا کرنا، اللہ آپ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے فقہ اور حدیث کی کتابوں میں اقامت صلاۃ کے سلسلہ کے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو کر ایسا خوبصورت ہار تیار کر دیا کہ خواص اور عوام سب کے لئے اپنی نمازوں کو کامل طریقہ سے سنت کے مطابق ادا کرنا نہایت سہل اور بہت ہی آسان ہو گیا، **فللّٰہ الحمد والمنّۃ وجزاکم اللہ خیراً،** بس تھوڑی سی توجہ درکار ہے۔

نماز کامل ہوگی تو اس کے برکات یقیناً ظاہر ہوں گے، اللہ و رسول ﷺ کے تمام وعدے جو نماز پر کیے گئے ہیں یقیناً سچے ہیں، افسوس صد افسوس کہ ہم نے ہی ابھی تک اپنی نماز کو کامل کرنے کی طرف جیسی توجہ کرنا چاہیے تھی نہیں کی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اپنی نماز کامل کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

فقط والسلام

دعا گو و دعا جو محمد یونس عفی عنہ

جناب مولانا عبداللہ معروفی صاحب

استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند

حامداً و مصلیاً و مسلّماً، أما بعد:

اس میں شک نہیں کہ ایمان کے بعد سب سے مہتم بالشان فریضہ نماز ہے؛ جو صاحب ایمان کی علامت اور شعار ہے، نماز ہر قسم کے خیر و خوبی کی ضامن اور اس کا چھوڑنا ہر قسم کی برائی اور بدحالی کا سبب ہے۔

لیکن یہ صورتِ حال افسوس ناک بلکہ انتہائی تشویشناک حد کو پہنچ گئی ہے کہ آج مسلم طبقہ کی اکثریت کے دل سے نماز کی اہمیت نکلتی جارہی ہے؛ بلکہ نکل چکی ہے، جو حضرات نماز کے پابند کہے جاتے ہیں ان میں بھی اکثریت نماز کے آداب وشرائط سے غافل ہے، تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کچھ مخصوص اعمال ہیں جو غیر اختیاری طور سے ہوتے رہتے ہیں اور بس۔

سخت ضرورت تھی کہ نماز کی ترغیب کے علاوہ اس میں برتی جانے والی عام کوتاہیوں کی نشاندہی اور ان سے بچنے کی آسان ترکیب بتائی جائے، کامل نماز جو اللہ سے قرب کا ذریعہ ہو اس کی صفات اور ان صفات کے پیدا کرنے کی آسان شکل پیش کی جائے۔

مقام شکر ہے کہ محترم مولانا عطار اللہ صاحب مومن واسی زید مجدہ نے یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا ہے، قرآن، حدیث اور شرعی دلائل کی روشنی میں اصلاحِ نماز کا ایک نسخۂ اکسیر مرتب کردیا ہے جس کے مطابق اگر تھوڑی سی توجہ کرلی جائے تو امید ہے کہ ہماری نمازوں کی بہت سی بیماریاں ختم ہوجائیں۔

راقم نے مولانا کی کتاب ''میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز'' پوری پڑھی، کتاب ماشاء اللہ مضمون، ترتیب، انداز بیان ہر اعتبار سے لائق ستائش ہے، آخر میں ''ایک مؤدبانہ گذارش'' کے تحت ''تحریک اصلاح نماز، ضرورت اور طریقۂ کار'' والا مضمون واقعی قابل توجہ اور مؤلف زید مجدہ کی دلی تڑپ کا آئینہ دار ہے، تمام مسلم بھائیوں سے کتاب کے مطالعہ کی پرزور سفارش کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو قبول فرمائے، اور امت کو خاطر خواہ اس سے نفع پہنچائے۔ آمین

عبداللہ معروفی غفرلہ
خادم طلبہ تخصص فی الحدیث
دارالعلوم دیوبند

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علی سید المرسلین و علی آله و صحبه أجمعین أما بعد:

فقد قال الله تعالیٰ: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ وقال تعا لی: ﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ﴾

نماز: اسلام کا رکنِ اعظم ہے، مومن کی معراج ہے، جنت کی کنجی ہے، مولائے حقیقی کے ساتھ قرب وربط کا مؤثر ذریعہ ہے، رضائے الٰہی کا سبب ہے، جامع عبادات ہے، کہ ہر رکن اسلامی کی جھلک اور ہر مخلوق کی شانِ عبادت اس میں موجود ہے، غرض کہ وہ کمالات و فضائل کا مجموعہ ہے، یہی وہ رکن ہے جو ہر عاقل و بالغ مسلمان پر شب وروز میں، سفر وحضر میں، خوف وامن میں پانچ مرتبہ فرض ہے، برخلاف دوسرے ارکان کے کہ وہ مخصوص حالات اور مخصوص اوقات میں فرض ہیں، اسکو چھوڑنے پر سخت وعیدیں ہیں حتی کہ اسے جان بوجھ کر چھوڑنا کفر قرار دیا گیا، قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کے متعلق باز پرس ہوگی۔

نماز کے اس قدر مہتم بالشان فریضہ ہونے کے باوجود امت کا ایک طبقہ ایسا ہے، جو یا تو اس فریضہ سے بالکل غافل اور بے خبر ہے یا عمداً اسکی ادائیگی سے جی چراتا ہے اور ایسا کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے کہ نماز تو ''آٹھ، کی کھاٹ کی اور تین سو ساٹھ کی کافی ہے'' بلکہ بعض ایسے بھی ہیں، جو نماز کے متعلق نازیبا کلمات کہنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے اور ان کو نماز اور نماز کی دعوت دینے والوں سے بھی حد درجہ نفرت ہے۔

اور کچھ افراد ایسے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن پابندی سے نہیں پڑھتے، بلکہ معمولی عذر یا غفلت کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں، ایسے افراد کی ہدایت واصلاح کے لئے وعظ و

ارشاد، تبلیغ وتقریر اور تحریر وتصنیف کا سلسلہ برابر جاری ہے، بالخصوص ہماری جماعتِ دعوت وتبلیغ کا اس سلسلہ میں جو اہم اور ممتاز کردار رہا ہے، وہ محتاجِ بیاں نہیں، الحمد اللہ اسی تحریک کی بدولت لوگوں کی کافی بڑی تعداد نماز کی طرف متوجہ ہورہی ہے اور مساجد آباد ہورہی ہیں اور بڑی تیز رفتاری سے دینی فضاء اور ماحول قائم ہورہا ہے اور بقولِ مرشدی ومولائی محدثِ عصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب دامت برکاتہم ''اس کے فوائد اظہر من الشمس ہیں'' اور جو طبقہ پابندی سے نماز پڑھتا ہے ان میں بعض حضرات ایسے ہیں جو نماز کے صحیح طریقہ اور اسکے احکام ومسائل سے ناواقف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات فاسد ہوتی ہے اس طرح فرض ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا اور وقت ومحنت برباد اور گناہ لازم ہوتا ہے۔

انکے علاوہ پابند حضرات کی اکثریت ایسی ہے جو نماز کے طریقہ اور مسائل واحکام سے واقف ہوتی ہے لیکن نماز کے وقت ہی طاری ہونے والی بے پناہ غفلت وسستی اور بے توجہی کی وجہ سے نمازیوں سے بھرے مجمع میں اِکاّ دُکاّ اور خال خال ہی ایسے افراد نظر آئیں گے جو ظاہری طور سے ہی پُرسکون انداز میں نماز صحیح پڑھتے ہوں۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے ❁ یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

ورنہ اکثریت کا حال یہ ہوتا ہے کہ نہ قدم سیدھے اور قبلہ رخ ہوتے ہیں، نہ ہاتھ اٹھانا اور باندھنا سنت کے مطابق ہوتا ہے، نہ قرارت وقیام قاعدے کے مطابق ہوتا ہے، کوئی گردن کندھے کی طرف جھکائے پاؤں موڑ کر بالکل بے ڈھنگا کھڑا ہے، تو کوئی محراب یا دیوار کے نقش ونگار کے نظارے میں مست ہے، کسی کا ہاتھ ڈاڑھی کے ساتھ الجھا ہوا ہے، تو کوئی کہیں کھجلا کر تسلی کر رہا ہے، کوئی ناک، کان کی صفائی میں مشغول ہے، تو کوئی کپڑے اور بال ٹھیک کرنے کے چکر میں پھنسا ہے، کچھ لوگ جلد بازی کو فخر وکمال سمجھتے ہیں، تو بعض کو صف بندی سے گویا ایک قسم کی نفرت ووحشت محسوس ہوتی ہے، غرض کہ پوری نماز میں بے ڈھنگے پن کا اعلیٰ ترین مظاہرہ ہوتا ہے، ساری سستی وغفلت، وقت کی

قلت، دنیا بھر کے امراض و اعذار اور آداب و مستحبات کا پابندی سے ترک (کہ وہ تو غیر ضروری ہیں اور ان پر گرفت نہیں) بس ایک نماز ہی کیلئے رہ گیا ہے، جبکہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام (مثلاً لباس، طعام، سفر، حضر، تعمیر، مکان، وغیرہ) کیلئے نہ تو کوئی بڑا عذر مانع ہوتا ہے اور نہ آداب کے درجہ کی کسی ادنی چیز کا چھوڑنا گوارا ہوتا ہے، بلکہ ان کو فرض سے بھی بڑھ کر درجہ دیا جاتا ہے، فیا للعجب!

بہر کیف، سنن و مستحبات کے ترک اور مکروہات ولغو حرکات کے ارتکاب نے، جہاں آپ کی حسین اداؤں اور نماز کی ظاہری شکل وصورت کو مسخ کر کے رکھ دیا، وہیں وساوسِ قلبیہ کے آزاد اور بے لگام سفر نے نماز کی حقیقت اور روح فنا کر کے رکھ دی۔

جی ہاں! یہ ترکِ سنن ہی کی نحوست اور اس کی نقد سزا ہے، کہ ہماری نمازیں بالکل بے لطف و بے مزا ہو کر رہ گئیں، اور ایک بوجھ سی معلوم ہونے لگیں، اور خشوع کے بارے میں عام طور سے ہمارے ذہنوں میں یہ تصور قائم ہو گیا کہ وہ محال یا مشکل ترین چیز ہے۔

صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق　　کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

حالانکہ اسی خشوع کی وجہ سے نماز وہ حقیقی و کامل نماز بنتی ہے جو مطلوبِ خداوندی اور مامور الٰہی ہے، ایسی ہی نماز سے یقینی فوائد ظاہر ہوتے ہیں، قطعی ثمرات مرتب ہوتے ہیں، اور وہ اپنی لازمی تاثیر دکھاتی ہے، مثلاً نماز قربِ الٰہی کے حصول کے ساتھ ہر قسم کے معاصی اور گناہوں کیلئے سدِّ باب ہے، اخلاقِ حسنہ سے آراستگی کا ذریعہ ہے، تکمیل حاجات کے لئے عمدہ تدبیر ہے، ہر طرح کے غم و ٹینشن، خوف و وحشت سے نجات کا تیر بہ ہدف نسخہ ہے، مخالف کیلئے ایک خاموش ہتھیار ہے، امن و امان، چین و سکون اور پاکیزہ و اطمینان بخش زندگی کے لئے ایک مجرّب عمل ہے، غرض کہ وہ تمام مسائل کا کامیاب حل ہے، جیسا کہ مکہ میں آقاءِ دو جہاں ﷺ اور آپ کے مٹھی بھر نہتے اور نادار صحابہ کے لئے مکہ کے گلی کوچے تنگ تھے، امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرنا از حد دشوار تھا، آزادی کے ساتھ چلنے پھرنے پر ایک قسم کا کرفیو نافذ تھا حتیٰ کہ بیت اللہ شریف میں طواف و عبادت کے لئے

داخلہ پر بھی پابندی عائد تھی، ہر طرف سے ظلم وستم کے مسلسل تیر برسائے جاتے تھے اور اس سے بچاؤ اور دفاع کیلئے ان کے پاس نہ طاقت تھی نہ ہتھیار تھے، نہ مال تھا نہ اسباب تھے، نہ ان کے حق میں آواز بلند کرنے والی کوئی جماعت تھی نہ امداد پہنچانے والی تنظیم، اور نہ کوئی کمیشن تھا، جو کم از کم ان مظلومین کی شکایت سن کر ان کیلئے تسلی کا سامان کرتا، اور نہ ہی کوئی فوج اور حکومت تھی جس کی کاروائی سے ظالمین کیفرِ کردار کو پہنچتے۔ ایسے سنگین و بدترین حالات میں اور ایسی بے بسی اور کس مپرسی کے عالم میں، یہی نماز ان کے لئے اللہ کی طرف سے امن و آزادی کا پروانہ بن کر آئی، ظلم وستم، جبر وتشدد کے لئے سدِ باب اور ڈھال ثابت ہوئی، اسی کیمیا اثر نماز کی بدولت ہمہ وقت قتل کی فکر میں رہنے والے دشمن، بے نظیر وفادار و جانثار دوست بن گئے، کبر وغرور کے مجسمے اس نمازی جماعت کے سامنے سرنگوں ہوگئے اور جو افراد ان کے نزدیک مبغوض ترین تھے، وہ دنیا کے محبوب ترین حکمراں ثابت ہوئے، جنہوں نے دنیا کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیا۔

ظاہر ہے کہ نماز اور نماز کی یہ مخفی طاقت اور اسکے ہمہ گیر فوائد کسی مخصوص جماعت و طبقہ اور محدود وقت و خطہ کے لئے نہیں تھے، بلکہ قیامت تک اس دنیا میں آنے والے ہر توحید پرست کے لئے عام ہیں، بشرطیکہ نماز، اس کے تمام اصول وآداب اور شرائط کے ساتھ کامل طور سے ادا کی جائے۔ ؂

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر ❁ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ایسی کامل نماز کا طریقہ آئندہ صفحات میں پیشِ خدمت ہے، جس میں اولاً مقدمے کے ذیل میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے اور تدابیر، ہر رکن کا مستقل عنوان کے تحت اس کا طریقہ، حتی الامکان تمام آداب تصور کے ساتھ مفصل مذکور ہیں، پھر "قابل پرہیز چیزیں" عنوان کے تحت فی زمانناجن لغو حرکات اور مکروہات میں ابتلاءِ عام ہے، تقریباً تمام کو ضبط کرلیا گیا ہے، نماز کے طریقہ میں عورت کا جہاں کہیں مرد سے اختلاف تھا اسی مقام پر اسکی وضاحت کردی گئی ہے اور جگہ جگہ پیش آنے والے ضروری مسائل اور اخیر

میں اجمالاً نماز، وضو، غسل وغیرہ کے فرائض وواجبات اور سنن مذکور ہیں۔

بھول چوک خاصۂ بشر ہے، احتیاط کے باوجود غلطی کے امکان یا وقوع سے انکار نہیں، اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ پڑھنے کے دوران اگر کہیں کوئی قابل اصلاح مقام نظر سے گذرے، تو اطلاع فرمائیں، ان شاء اللہ شکریہ کے ساتھ اصلاح کرنے میں کسی قسم کا پس وپیش نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ اس ادنی وحقیر کوشش کو تمام کے لئے نافع بنائے اور مرتب اور اسکے والدین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

سیاہ کار عطار اللہ مومن واسی عفی عنہ

مدرسہ خلیلیہ ماہی، ضلع بناس کانٹھا، شمالی گجرات

Pin : 385210

❁ ❁ ❁

ایک ضروری وضاحت

کتاب میں نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے، اس سے بادی النظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ نماز کو مشکل شکل میں پیش کیا گیا ہے، جیسا کہ بعض حضرات کی طرف سے یہی اظہارِ خیال کیا گیا کہ ایسی نماز کون پڑھے گا؟ سرِ تسلیم خم ہے۔

لیکن باادب عرض ہے کہ نماز کو مشکل شکل میں نہیں، بلکہ اصلی وحقیقی نماز کا طریقہ، جیسی کہ ہم سے مطلوب ہے اور جس پر یقینی نتائج وفوائد موقوف ہیں، پیش کیا گیا ہے۔

نیز انسان کی عملی حالت ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتی، بلکہ ہر انسان کبھی قبض کبھی بسط کی حالت سے دوچار رہتا ہے، زندگی میں کچھ مواقع ایسے بھی پیش آتے ہیں جن میں جذبۂ عمل غالب ہوتا ہے، ایسے اوقات میں یہ طریقہ رہبر ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بس ہمت کی ضرورت ہے ہر ایک اپنی بساط کے موافق کوشش کرے۔

پھر یہ کہ بالآخر کتابی دنیا میں ایک کتاب ایسی بھی تو ہونی چاہئے جس میں مثبت پہلو کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد منفی پہلو کو بسط کے ساتھ ذکر کرنے کا التزام کیا گیا ہو. ساتھ ہی خشوع کے لئے بھی کافی رہنما ثابت ہو. اور ان تمام باتوں کے بیان سے غرض اور مطمحِ نظر یہ ہے کہ کسی بھی نمازی کی نماز اس حال میں پوری نہ ہو جائے کہ از اوّل تا آخر درمیان میں کہیں بھی اللہ کے حضور میں ہونے کا کم از کم ایک مرتبہ بھی خیال نہ گزرے۔

❁ ❁ ❁

مُقدّمہ

خشوع کی حقیقت

خشوع کے معنی: سکون، عاجزی، شکستگی، خوف، نگاہ نیچی رکھنا وغیرہ کے آتے ہیں، حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں سکون ہی کے معنی اختیار کیے ہیں اور حضرت شیخ الحدیثؒ نے فضائلِ نماز میں اسی کو بہت سے صحابہ وتابعین کا قول قرار دیا ہے خشوع ظاہری بھی ہوتا ہے اور باطنی بھی ہوتا ہے نماز میں دونوں طرح کا خشوع مطلوب ہے اور اسی سے فرض کامل ہوتا ہے اور عند اللہ مقبولیت کا شرف پاتا ہے، خشوع ظاہری سے مراد یہ ہے کہ پورا جسم اور اعضاء ہر رکن میں بلا کسی حرکت کے ہیئتِ مسنونہ پر برقرار رہیں، خشوع باطنی سے مراد یہ ہے کہ دل میں خوفِ الٰہی اپنی ذلت وحقارت اور انتہائی عاجزی و شکستگی کا احساس ہونے کے ساتھ دل ودماغ ہر چیز سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں، بالقصد کسی اور طرف متوجہ نہ ہوں۔

درجہ خشوع

بعض علماء جیسے امام غزالی اور قرطبی وغیرہ کے یہاں خشوع نماز میں فرض ہے، لہٰذا اسکے بغیر نماز صحیح نہ ہوگی، جیسے نماز کا کوئی رکن مثلاً قرارت یا رکوع ادا نہ ہونے سے نماز نہیں ہوتی ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک خشوع صحتِ صلوٰۃ کے لئے فرض تو نہیں، لیکن نماز کی قبولیت کے لئے شرط ہے۔ (معارف القرآن سورۃ المومنون)

اسی طرح سفیان ثوریؒ سے منقول ہے کہ بلا خشوع کے نماز فاسد ہے اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بلا خشوع والی نماز جلد سزا کا مستحق بنا دیتی ہے۔ (از التعلیق الصبیح ۱/۲۶۶)

ایسی ہی نماز کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ بغیر خشوع کی نماز اس نمازی کے لئے بددعا کرتی ہے، ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ ایسی نماز پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے، ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ اس طرح کی نماز بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب کے بُعد کو بڑھاتی ہے، اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے ہمارے کان بخوبی آشنا ہیں۔

ہماری نماز کا حال

جب ہم نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو دل میں عبادت کی نہ کوئی دلچسپی اور شوق ہوتا ہے اور نہ ذہن میں کوئی غرض اور مقصود (الا ماشاء اللہ) بس ایک خودکار مشین ہے، جو چل پڑی ہے، کیا پڑھا؟ کونسی رکعت ہے؟ کتنی رکعتیں ہوئیں؟ یہ سب فرشتوں کے حوالے ہوتا ہے، کیونکہ نماز شروع ہوتے ہی اس سے پہلے جن کا کبھی خیال بھی نہ گزرا تھا، ایسے عجیب وغریب وساوس وخیالات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جو سلام پر جاکر منتہی ہوتا ہے، گویا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہماری نمازیں وساوس وخیالات کا مجموعہ ہوتی ہیں، یا نمازوں کو ہم نے وساوس وخیالات کے لئے مخصوص کررکھا ہے، پھر یہ سلسلہ اس التزام کے ساتھ ہوتا ہے کہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ وساوس ہماری نماز کا جزوِلاینفک ہیں، اور خیالِ غیر میں یکسوئی اور مشغول ہونے کا بہترین موقع، چنانچہ مشہور ہے کہ یادنہ آنے والی باتیں بھی نماز میں یاد آجاتی ہیں۔ حفظنا اللہ تعالیٰ منہ۔ع

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

یعنی بالکل الٹا معاملہ ہوتا ہے کہ جہاں از اول تا آخر توجہ الی اللہ رہنی چاہیے، وہاں ذراسی دیر کے لئے بھی توجہ نہیں رہتی، بھولے سے لمحے بھر کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا خیال نہیں آتا، نہ یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ کس کے سامنے کھڑا ہوں اور نہ یہ کہ کس مقصد کے لئے

کھڑا ہوں اور کتنے اہم عمل میں مشغول ہوں حقیقت یہ ہے کہ ہماری نماز دربارِ الٰہی میں استہزا ، ومذاق کے مترادف ہوتی ہے، الا ماشاء اللہ۔

کیا شربت کا مطالبہ کرنے والے کو اگر خوبصورت گلاس میں رنگین پانی پیش کر دیں، عطر کے طالب کو چھوٹی شیشی میں رنگین پانی بھر کر دیدیں، خوشبودار پھول کی خواہش کرنے والے کو کاغذ یا پلاسٹک کا مصنوعی پھول عنایت کر دیں، تو وہ اس پیش کش سے خوش ہو کر اس کو قبول کر لے گا؟ کیا وہ اسے اپنا مذاق اور اپنے ساتھ دھوکہ دہی کا معاملہ نہیں سمجھے گا؟ اور فرض کر لیجئے اگر مطالبہ کرنے والا کوئی بلند مرتبہ شخص مثلاً بادشاہ وغیرہ ہو تو وہ ایسی پیش کش کرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ غور کرنے کی بات ہے کہ ہم یہ مذاق والا برتاؤ کس کے ساتھ کر رہے ہیں؟ اس کا انجام کیا ہوگا؟ کیا اپنے مالک ومحسنِ حقیقی کے ساتھ وفاشعاری کا تقاضہ یہی ہے؟ کیا اس طرح ہم اپنی کامیابی کا سامان کر رہے ہیں، یا ناکامی کا؟ شاید ہماری ہر طرف سے پریشانی، ذلت و بے بسی اور ناکامی کا اصل سبب یہی ہو کہ ہماری نماز حکمِ خداوندی کے مطابق نہیں رہی، نہ پیارے آقا ﷺ کی سنت کے مطابق رہی، اور نہ وہ روحِ صلوٰۃ باقی رہی جس پر اللہ ورسول کے بیان کردہ فوائد مرتب ہوں لیکن افسوس صد افسوس کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی فکر اور کوشش ہے۔ اس لئے سنجیدگی کے ساتھ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

محرکاتِ خشوع

(خشوع پر آمادہ کرنے والی چیزیں)

سب سے پہلے ذہنوں سے یہ غلط فہمی دور کر دیں کہ خشوع کوئی مشکل ومحال چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی رحیم وکریم ہے، اپنے بندوں کو طاقت سے زیادہ کسی چیز کا مکلّف نہیں بناتی، جیسا کہ ارشاد ہے "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا" چنانچہ کچھ حضرات اس صفت کے ساتھ نماز پڑھنے والے اب بھی مل جائیں گے، نیز اللہ پاک حکیم مطلق ہے تو اس

کی طرف سے یہ کیسے متصور ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو کسی ایسی چیز کا حکم فرمائے جو اس کی قدرت سے باہر ہو، جب کہ ادنیٰ سی عقل رکھنے والے شخص کے بارے میں بھی یہ سوچا نہیں جا سکتا کہ وہ کسی اندھے کو حکم دے کہ اس بورڈ میں لکھی ہوئی یہ بات پڑھ دو، اس سے معلوم ہوا کہ یہ ہماری غلط فہمی ہے ورنہ درحقیقت خشوع کوئی مشکل یا محال چیز نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ نماز میں خشوع پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

(۱) اپنے دل و دماغ میں نماز کی اہمیت اور خشوع والی نماز کے فضائل و فوائد بٹھائیں (فضائل کی کتابوں کے ذریعہ پڑھ کر یا سن کر) اور یہ بھی کہ بغیر خشوع کے نماز پڑھنے والا کس قدر وعیدوں کے دائرہ میں آجاتا ہے، خاص طور سے یہ بات کہ بغیر خشوع کے نماز قبول ہی نہیں ہوتی، بلکہ بعض کے نزدیک صحیح بھی نہیں ہوتی۔

(۲) صحابۂ کرام، مشائخِ عظام اور اکابرین کی نماز کے احوال و واقعات بار بار پڑھے جائیں یہ بھی بہت مفید ثابت ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) نفس کو یہ باتیں سمجھائیں کہ:

❁ خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مستقل الگ سے کوئی وقت نہیں لگانا پڑتا، بس اسی وقت میں ذرا دھیان اور توجہ رکھنے کی ضرورت ہے، اگر توجہ برقرار رہی تو نماز کا یہ عمل کامل مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوگا ورنہ بے فائدہ، بلکہ احادیثِ وعید کے پیشِ نظر مضر بھی ہوسکتا ہے، تو میں ایسا طریقہ کیوں اختیار کروں؟ جو بے فائدہ یا نقصان دہ ثابت ہو، یہ تو کوئی عقلمندی کا ثبوت نہیں ہوگا بلکہ "بریں عقل و دانش بباید گریست" جب دنیا کے ادنیٰ ترین کام میں بھی یہ سوچ ہوتی ہے اور اس بات کی مکمل احتیاط برتی جاتی ہے کہ کام بے فائدہ اور نقصان دہ ثابت نہ ہو، تو نماز جیسی اہم اور عظیم عبادت میں میری یہ سوچ اور معاملہ کیوں نہیں ہے؟ ع:

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

❁ دنیا کے کسی کام میں نتیجہ برآمد نہ ہو اور نقصان تو درکنار فائدہ میں بھی کمی محسوس ہوتی ہے تو کس

قدر پریشانی اور بھاگ دوڑ ہوتی ہے، مشورے ہوتے ہیں، ماہرین کو طلب کیا جاتا ہے، غرض کہ ہر طرح سے اسے مفید اور نتیجہ خیز بنانے کی بھرپور کوشش ہوتی ہے لیکن نماز جو کہ معراج المومنین ہے اور بیشمار فوائد پر مشتمل ہے اس کے لئے کوئی حرکت نہیں، بلکہ احساس تک نہیں۔ ع:

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

❁ نماز جب قرب اور ربطِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے تو اپنے مالک و محسن حقیقی کا قرب حاصل کرنے کی رغبت اور طلب کیوں نہیں ہے؟ جبکہ اسی سے سارے مسائل حل ہونے والے ہیں۔ ع:

جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

حالانکہ دنیا کی رسمی و عارضی جاہ و مرتبہ رکھنے والوں کی نزدیکی کے لئے ہم کس قدر تڑپتے اور کوشاں رہتے ہیں، چاہے عزت خاک آلود ہی کیوں نہ ہو جائے۔

❁ یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ ہماری کسی سے ایک آدھ بار کی ملاقات تو باہمی ربط میں ترقی اور دائمی تعلق کا سبب ہوتی ہے لیکن ادھر سالہا سال سے یومیہ پانچ بار کی ملاقات بابِ قرب و تعلقِ الٰہی میں بالکل بے اثر!!!

❁ تو کس قدر الٹا کام کر رہا ہے کہ نماز میں، جہاں مکمل توجہ الی اللہ رہنی چاہئے اور مولائے حقیقی سے راز و نیاز کا لطف و لذت حاصل ہونی چاہئے، اس کے بجائے بالکل بے فائدہ اور غیر مطلوب خیالات میں تُو ایسا مستغرق و مست ہو جاتا ہے کہ اصل مقصود، نماز کا بھی خیال نہیں رہتا ہے، کیا عقلمند آدمی ایسا الٹا کام کرتے ہیں؟ ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

❁ کیا تُو اس قدر عاجز اور بودا ہے کہ ذرا سی دیر کے لئے بھی اپنے خالق و محسن حقیقی کی طرف توجہ نہیں کر سکتا؟ کیا اتنا معمولی کام بھی تجھ سے نہیں ہو سکتا؟ ایسے شخص کو اپنے محسن کے احسانات و انعامات استعمال کرنے کا کیا حق ہو سکتا ہے جو بطورِ شکر گزاری کے عبادت میں تھوڑی دیر کے لئے بھی اس کی طرف توجہ نہیں رکھ سکتا؟ حالانکہ دنیا کے معمولی محسن کے لئے تو تُو کیسا مر مٹنے کا جذبہ رکھتا ہے۔ ع:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

آخر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مقصدِ تخلیق سے تو تُو عاجز، باقی تمام امور پر قادر!

توجہ کے بارے میں ایک حدیث

حدیث میں ہے کہ نمازی یقیناً اللہ تعالیٰ کی پیشی میں ہوتا ہے اگر وہ کسی اور چیز کا خیال ودھیان کرتا ہے تو رب العالمین کہتا ہے کہ اے میرے بندے! تو میرا دھیان چھوڑ کر اپنے دھیان وخیال کو کس طرف لے جا رہا ہے؟ کیا تجھ کو مجھ سے بہتر کوئی چیز معلوم ہوتی ہے کہ مجھے چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گیا اے میرے بندے! سب کا دھیان چھوڑ کر میری طرف آ، کیونکہ مجھ سے بہتر کوئی چیز نہیں (از میری نماز) حاصل یہ کہ جہاں غیرتِ الٰہی جوش میں آکر شکایت پر آمادہ ہے کہ تو اپنی توجہ کس طرف لے جا رہا ہے؟ وہیں رحمتِ الٰہی اپنی تمامتر وسعتوں کے ساتھ اپنے دامن میں سمیٹ لینے کے لئے تیار ہے، اور بڑے پیار ومحبت بھرے لہجے میں فہمائش کر رہی ہے کہ ادھر متوجہ ہو جا کہ اسی میں تیری کامیابی ہے۔

بہرحال ممکن ہے کہ اس انداز پر سوچنے اور نفس کو سمجھانے اور تنبیہ کرنے سے دل میں خشوع کی رغبت اور جذبہ پیدا ہو جائے۔ پس اگر دل میں ایسا جذبہ پیدا ہو جائے اور خشوع کی دولت حاصل کرنا چاہیں تو ذیل کی ہدایات پر عمل کریں:

۱۔عزمِ مصمم

یعنی اس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ آج سے ہر نماز خشوع وخضوع کے ساتھ، ٹھیک سنت کے مطابق ادا کرنی ہے۔

فائدہ: ایسا ارادہ اس لئے ضروری ہے کہ اس سے نماز اور نماز کی ہر ہر چیز میں اہتمام اور فکر پیدا ہوگی، اور ایسا ارادہ اس عمل کے ساتھ دلچسپی کی علامت بھی ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی چیز کے لئے شوق اور دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر کوئی عذر اور کوئی ضرورت مانع نہیں

رہتی، اور کوئی مشکل کام مشکل نہیں رہتا، نیز ایسے عزم پر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی اور آج ہی سے عملی جامہ پہنانا اس لئے ضروری ہے کہ یہ ''امروز وفردا'' کا چکر نہایت ہی خطرناک ہے، دراصل یہ شیطانی تھپکی ہوتی ہے جس سے نکلنا بایں معنی دشوار ہے کہ اس کا احساس ہی نہیں ہوتا اور عمرِ عزیز یوں ہی ضائع ہوتی رہتی ہے۔

چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بہ دم ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم

اور اس لئے بھی کہ دل میں نیک عمل کا جذبہ وداعیہ درحقیقت لطیفۂ ربانی ہوتا ہے، جس کی قدردانی ضروری ہے، جس کی صورت یہ ہی ہے کہ اس کو فوراً کرگذریں، ورنہ یہ لطیفۂ ربانی ادنیٰ سی بے التفاتی سے سلب ہو جاتا ہے، اس لئے جب داعیہ پیدا ہوگیا ہے تو غنیمت سمجھ کر آج ہی سے مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں کہ سستی وغفلت کا توڑ اور اس کا علاج، چستی اور ہمت کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

اس کے لئے صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر توبہ واستغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توفیق اور مدد کی دعا پابندی کے ساتھ کرتے رہیں کہ اے غفار وکریم! تیرے دربار میں حاضر ہوکر اب تک میں نے گستاخی، بے ادبی بلکہ مذاق ہی کیا ہے، لہٰذا معاف فرماکر جس فضل سے دوسرے بے شمار انعامات سے نوازا ہے اسی فضل سے بلا استحقاق دولتِ خشوع اور اس پر دوام واستقامت عطا فرما۔

۲- نماز کے تمام ظاہری اعمال واقوال کی اصلاح

یعنی جیسے ہم نماز میں فرائض، واجبات اور بعض سنتوں کو ادا کرتے ہیں، ویسے ہر ہر سنت، مستحب اور ادب کا بھی پورا پورا لحاظ رکھیں کیونکہ چھوٹے سے چھوٹا ادب بھی نماز میں دلجمعی اور خشوع پیدا کرنے کے لئے بے انتہا مفید ہے، اسی طرح مکروہات اور خلافِ ادب چیزیں اور بعض لغو حرکات (جو غیر شعوری طور پر ہماری نماز میں داخل ہوکر عادت سی بن گئیں ہیں، جن میں سے اکثر تو کم از کم ترکِ سنت کو مستلزم ہیں) سے بچنے کا پورا اہتمام

کریں کیونکہ یہ چیزیں بھی خشوع اور حقیقت نماز کے لئے بہرحال مضر ہیں، خصوصاً جبکہ کوئی حرکت فساد تک پہنچادینے والی ہو، الغرض نماز کو مکروہات ولغویات سے بچا کر تمام ظاہری آداب کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرنا خشوع باطنی کے لئے اکسیر ہے۔

مفید مشورہ: اس کے لئے ہم اپنی پوری نماز کا جائزہ لیں اور جو کوئی بات خلافِ سنت یا نماز کی شان کے خلاف ہو یا کوئی کمی نظر آئے از خود ذہن میں یا کاغذ پر ایک ایک نوٹ کر لیں اور آہستہ آہستہ دور کرنے کی کوشش کریں، یہاں تک کہ نماز مکمل طور پر پیارے آقا ﷺ کی سنت کے مطابق ہو جائے اور اگر خود معلوم کر کے اصلاح نہ کر سکیں تو براہِ کرم کسی جاننے والے کو اپنی نماز پڑھ کر دکھائیں اور اسے اصلاح کا اختیار بھی دیدیں (ورنہ بظاہر نماز کا ٹھیک ہونا مشکل ہے) پھر جو کمزوریاں اور کوتاہیاں موجود ہوں اسے نوٹ کر لیں اور آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے دور کرنے کا اہتمام کریں یہاں تک کہ سنت کے مطابق نماز پڑھنا طبیعت ثانیہ بن جائے۔

تنبیہ: یہ بات ذہن میں رہے کہ نماز کا طریقہ اور اس کے مسائل صرف جان لینا ہی کافی نہیں کیونکہ بسا اوقات غفلت ونسیان کی وجہ سے کسی چیز پر عمل ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ ناقص ہی ادا ہوتا رہتا ہے اور اسی کی عادت راسخ ہو چکی ہوتی ہے، اس لئے توجہ اور اہتمام کے ساتھ عادت صحیح کر لینا ضروری ہے تاکہ وقت پر وہ عمل ٹھیک ادا ہو ورنہ عین وقت پر اس کا خیال نہیں رہتا ہے۔

نماز بھی سیکھنے سکھانے کی چیز ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جو بلاشبہ علم وفضل اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے انہوں نے بھی اس رکنِ اعظم کو بڑے اہتمام سے سیکھا اور سکھایا ہے، احادیث میں بکثرت ایسے واقعات موجود ہیں کہ ایک صحابی نماز سکھا رہے ہیں اور پوری جماعت سیکھ رہی ہے، اسی طرح ایک صحابی وضو فرما کر بہت سے صحابہ کو دکھلاتے ہیں، لہٰذا ہم بھی اس میں شرم اور

غفلت کو مانع نہ بننے دیں، کیونکہ مسئلہ معمولی نہیں بلکہ بہت ہی اہم اور عظیم ترین ہے، مومن کے لئے مدارِ کامیابی ہے، آخر ہم حقیر دنیا کے چھوٹے چھوٹے کام بھی ایک دوسرے سے بڑے شوق کے ساتھ بغیر کسی شرم وعار کے سیکھتے ہی ہیں، چنانچہ اب تو ایسی مثالیں بھی مل جائیں گی کہ ایک بڑی عمر کا شخص باقاعدہ چھوٹے شخص سے کوئی ہنر سیکھتا ہے، حتی کہ باپ کے بیٹے سے سیکھنے کی نظیر بھی مل جائے گی، تو پھر ہم لوگ ایسی عظیم چیز کے سیکھنے میں شرم کو کیوں جگہ دیں، جس کے ساتھ یقیناً ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی وابستہ ہے۔

۳- دھیان وتوجہ الی اللہ برقرار رکھنا

یعنی بوقتِ نماز از اول تا آخر اس بات کا پورا خیال رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری چیز کا خیال نہ آنے پائے، لیکن چونکہ نفس وشیطان ساتھ لگے ہوئے ہیں اور افکارِ دنیا ہم پر غالب ہیں، اس لئے بظاہر ہم کمزوروں کے لئے یہ کام مشکل معلوم ہوتا ہے، تاہم صحابۂ کرام ومشائخ عظام کی نمازوں کے احوال وکیفیات اور اقوال کی روشنی میں چند تدابیر پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) نماز میں ہر چیز کا پڑھنا ارادہ کے ساتھ ہو

بالارادہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر کلمے کو پڑھنے سے پہلے اسکے پڑھنے کا ارادہ کرلو مثلاً "الحمدللہ" کہو تو پہلے ارادہ کرلو، پھر "الحمدللہ" کہو، اسکے بعد "رب العالمین" کہنے کا ارادہ کرو، پھر "رب العالمین" کہو، بس اسی شان سے نماز ختم کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ وسوسہ نہیں آئے گا اور توجہ برقرار رہے گی، اگرچہ اس طرح پڑھنے میں نفس کو دشواری ہوگی، بھلا اتنی دشواری اور مشقت کیا چیز ہے، دنیا کے لئے بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ (ملفوظ عارف باللہ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ از معارف یعقوبیہ)

اگر غیر اختیاری طور پر کوئی وسوسہ آجائے تو اس کا علاج صرف یہی ہے کہ اس کی

طرف توجہ ہی نہ دیں، بلکہ شیطانی خیال سمجھ کر اس سے توجہ ہٹالیں اور دل کو سمجھائیں کہ میں ابھی اپنے خالق ومولائے حقیقی کے ساتھ جو کہ جبار وقہار بھی ہے، مشغول ہوں، حاصل یہ کہ وسوسہ آنے کی صورت میں سوائے اس سے بے توجہی کے کوئی اور علاج ہی نہیں ہے۔

فائدہ: وسوسہ کا بلا قصد آجانا مضر نہیں بشرطیکہ اس میں مشغول نہ ہو، ہاں! اس میں مشغول ہوجانا یا بالقصد لانا مضر ہے۔

(۲) ہر لفظ معنیٰ کے استحضار کے ساتھ پڑھنا

اگر الفاظ کے معانی نہ جانتے ہوں تو آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو آیت کر کے کم از کم دو چار چھوٹی سورتوں کے مفہوم یاد کرلیں اور جتنا یاد ہوتا رہے اسی کو استحضار کے ساتھ پڑھا کریں، اس طرح پڑھنے کی عادت بنا لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ نماز کا لطف بھی محسوس ہوگا اور دلچسپی بھی بڑھے گی، تو پھر مزید سورتوں اور بقیہ چیزوں: جیسے التحیات، دعا وتسبیحات وغیرہ کے معانی کو یاد کرنا آسان معلوم ہوگا، جو اسے اپنا نصب العین بنالے اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

(۳) ہر عمل کے وقت اس موقع کا تصور ذہن میں رکھنا

آگے کتاب میں ہر عمل کے ساتھ تصور مذکور ہے، اسے محفوظ کرلیں اور اپنے موقع پر ذہن میں مستحضر رکھنے کی آہستہ آہستہ کوشش کریں، ورنہ پوری نماز میں کم از کم اتنا اجمالی تصور تو ضرور رہے کہ میں اللہ کی جبّار وقہار ذات کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے، اس سے بھی دھیان رہنے میں مدد ملے گی، اور نماز اہتمام کے ساتھ ادا ہوگی، ساتھ ہی نماز کا حقیقی لطف بھی حاصل ہوگا۔ (ان شاء اللہ العزیز)

فائدہ: اگر لطف ولذّت حاصل نہ ہو تو اسکی وجہ سے پریشان وتنگ دل نہ ہونا چاہیے، بس نماز سنت کے مطابق ادا ہونی چاہیے اتنا کافی ہے، کیونکہ مدار، سنت کے مطابق عمل پر ہے، نہ کہ کیفیات پر بلکہ بقاعدہ ''اَجْرُکُمْ عَلٰی قَدْرِ نَصَبِکُمْ،، (اجر بقدر مشقت) بے مزہ پڑھتے

رہنے میں بھی مشقت پائے جانے کی وجہ سے ان شاء اللہ زیادہ اجر ملنے کی امید ہے۔
نوٹ: جن تصورات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حتمی اور حرفِ آخر نہیں ہیں لہٰذا ان ہی الفاظ و مفہوم کے ساتھ تصور کرنا ضروری نہیں۔

(۴) ہر عمل کے وقت نگاہ اپنی مخصوص جگہ پر جمی رہے

یعنی قیام میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع میں قدم پر، سجدہ میں ناک پر، قعدہ و جلسہ میں گود پر، اشارہ کے وقت اس انگلی پر اور بوقتِ سلام کندھے پر رہے، یہ نگاہ کا اپنی جگہ پر برقرار رہنا بظاہر ایک ادب ہی ہے لیکن خشوع کے لئے نہایت مؤثر اور اکسیر ہے، تجربہ کر کے دیکھئے۔

(۵) مراقبہ

روزانہ تھوڑی دیر کسی بھی وقت تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا دھیان جمانے کی مشق کریں، اور اس کی عادت بنائیں، تاکہ نماز کے وقت توجہ الی اللہ میں مددگار ثابت ہو، دراصل اللہ تعالیٰ کا دھیان رہنے اور نہ رہنے کا مدار، دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت ہونے نہ ہونے پر ہے، جتنی محبت وعظمت ہوگی اسی قدر دھیان رہے گا، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اسی کو پیدا کرنے کی کوشش کریں، جس کی ایک صورت یہ ہے کہ ذکر وفکر کے شغل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات وانعامات اور عالم میں موجود اس کی قدرت کے مظاہر میں غور کریں خصوصاً اپنی زندگی میں پیش آمدہ ناموافق حالات، مصائب اور سخت ترین آزمائشی دور کو بار بار یاد کریں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحیم وکریم ذات نے کس طرح اپنی شان کریمی کا مظاہرہ فرما کر (ہدایت وغیرہ بے شمار انعامات کے ساتھ) ایک ایک پریشانی کو دور کر دیا اور راحت واطمینان کی پُر سکون زندگی بخشی، عجب نہیں کہ اس انداز پر غور وفکر سے محبتِ الٰہی کا تھوڑا سا حصہ نصیب ہو جائے کہ دنیا میں مایوس کن حالات میں اچانک جب کسی اجنبی کی طرف سے امداد اور سہارا مل جاتا ہے تو یہ اس محسن کے لئے دل میں بے پناہ جذباتِ شکر، کشش ومحبت اور جذبہ بجاں نثاری

پیدا کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کا بسہولت حصول، صحبتِ اولیاء کے ساتھ وابستہ ہے، جس کا تعلق تجربہ سے ہے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر

یہ صحبت اولیاء یعنی کسی حقیقی بزرگ و شیخ سے بیعت ہوکر اصلاحی تعلق قائم کرنا اور کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہنا یہ عالم اور غیر عالم ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ بقول حضرت تھانویؒ صحبت میرے نزدیک فرض عین ہے، اور اسے یہ کہہ کر ٹالا نہیں جاسکتا کہ اب پہلے جیسے بزرگ کہاں رہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم فرمایا ہے "وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ" کہ تم سچے اللہ والوں کے پاس جا کر رہو، ظاہر ہے کہ یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔ لہٰذا رہتی دنیا تک بزرگوں کا پایا جانا ضروری ہوا۔ کیوں کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ بزرگوں کے نہ پائے جانے کے ساتھ اللہ پاک ان کے پاس جا کر رہنے کا حکم فرمائے۔

واقعہ یہ ہے کہ دین و آخرت سنوارنے اور محبت و قرب الٰہی پیدا کرنے کے لئے یہ چیزیں سب سے بڑا موئثر ذریعہ ہے۔ بشرطیکہ بیعت ہونے کے بعد شیخ و پیر کے پاس رہ کر کچھ عرصہ گزارے اور ان کو حالات سے آگاہ کرکے ان کی رائے کے مطابق عمل کرتا رہے۔ اور شیخ بھی شیخ کامل ہو۔ یعنی عالم ہونے کے ساتھ شریعت کی ہر بات (عبادت، معاملات، اخلاق وغیرہ) پر خلوت و جلوت میں پوری طرح کاربند ہو، امر بالمعروف کے ساتھ منکرات پر روک ٹوک کی عادت ہو، زمانہ کے نیک اور دین کی سمجھ رکھنے والے اس کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔

(۶) جرمانہ مقرر کرنا

پختہ ارادہ کے باوجود شرارتِ نفس، مکرِ شیطانی اور شوخیِ طبیعت کبھی ان باتوں پر عمل یا مداومتِ عمل سے مانع بنے تو مالی (جیسے فقراء و مساکین پر مال خرچ کرنا) یا جسمانی (جیسے نفل نماز اور روزے) جرمانہ مقرر کرلیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے نفس و شیطان کی کمر

ٹوٹ جائے گی اور شوخی بھی کافور ہوجائے گی، مناسب ہوگا کہ نماز سے فارغ ہو کر محاسبہ کریں کہ نماز میں کسی قسم کی کوتاہی تو نہیں رہی، اگر کوتاہی معلوم ہو تو نوافل کے ذریعہ نفس کو سزا دیں اور دوسری نماز کے وقت اس کا خیال رکھیں۔

مایوس ہونے کی ضرورت نہیں

ان تدابیر کے ساتھ محنت وکوشش کے باوجود اگر خشوعِ باطنی اور توجہ کا مکمل فائدہ ظاہر نہ ہو یا اُتار چڑھاؤ رہے تو خود کو محروموں میں سے شمار کر کے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ نفس وشیطان، دلفریب دنیا اور اسکے ہموم وافکار ہمارے دل و دماغ اور اعصاب پر اس طرح مسلط ہیں کہ ذرا سی دیر کے لئے بھی ہم سے جدا ہونے کے لئے تیار نہیں، اس لئے چاہتے ہوئے بھی کبھی کبھار توجہ کا نہ رہنا کوئی بعید بات نہیں، نیز حصولِ مقصود کی تاخیر میں حکمتِ الٰہی کارفرما ہوتی ہے، اس لئے مایوسی کو ذرا بھی جگہ نہ دیں، بلکہ توبہ واستغفار اور دعا جاری رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ ہر بار نئے عزم اور بلند حوصلہ کے ساتھ اپنی کوشش کا سلسلہ جاری رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نیک کاموں کی کوشش کرنے والوں کو ہاتھ پکڑ کر مقصود تک ضرور پہنچا دیتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ اور ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں"۔ (مشکوٰۃ شریف)

لہٰذا اگر خاتمہ بالخیر مقدر ہوگا تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دولت ضرور حاصل ہوگی، پھر یہ کہ ہم تو صرف اخلاص کے ساتھ عمل کے مکلّف ہیں، رہا نتیجہ کا ظہور تو وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، ایسا سمجھ کر عمل کو جاری رکھنا بھی کمال ایمان کی علامت ہے جو رضاءِ الٰہی کے لئے کافی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس طرح طے کی ہیں ہم نے منزلیں گر پڑے، گر کر اُٹھے، اُٹھ کر چلے

اور یہ بھی نہ ہو کہ مایوس ہو کر نماز کو بالکل ترک کر دیں جیسا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فضائلِ نماز کے آخر میں فرمایا ہے۔

"لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ حالات و کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئیں، حاصل نہ بھی ہوں، تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے، یہ بھی شیطان کا سخت ترین مکر ہوتا ہے، وہ یہ سمجھاتا ہے کہ بری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے، نہ پڑھنے سے بری طرح سے پڑھنا ہی بہتر ہے، اس لئے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے، البتہ اس کی کوشش ضرور ہونی چاہئے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں (اسی کے مطابق ادا ہو) حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائے اور عمر بھر میں کم از کم ایک نماز ایسی ہو جائے جو دربارِ الٰہی میں پیش کرنے کے قابل ہو"۔

سنہرے مواقع

ان چیزوں کی مشق اور عمل دینی خدمت میں مشغول حضرات کے لئے تو کوئی مشکل چیز نہیں، لیکن دوسرے حضرات یہ چیزیں دعوت و تبلیغ کے لئے راہِ خدا میں نکل کر (انفرادی اعمال کے وقت) یا کسی شیخِ وقت کی خانقاہ میں قیام کر کے یا اپنے ہی مقام پر رہتے ہوئے نفلی اعتکاف کر کے بآسانی حاصل کر سکتے ہیں، یا پھر کم از کم اذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچنے کا معمول بنالیں، بس اہتمام کے ساتھ پابندی کرنے کی ضرورت ہے۔

اَلْوَقْتُ اَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبِ (وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے)

آخر ہم فانی دنیا کے تھوڑے سے نفع کے لئے کتنا وقت خرچ کر دیتے ہیں بلکہ بے فائدہ

بھی اپنا کافی وقت عام بیٹھنے کی جگہ (مثلاً فٹ پاتھ، ہوٹلوں، چوراہوں اور پارکوں وغیرہ) پر بلاناغہ پابندی کے ساتھ مجلس جما کر لایعنی گفتگو، لاحاصل مباحثوں، فضول تبصروں، خوش گپیوں اور کھیل کود کی خبروں میں، بلکہ غیبت، ناجائز مذاق اور بدنظری وغیرہ گناہوں میں ضائع کر دیتے ہیں، جس میں نہ تو خود اپنا کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ امت کی کوئی بھلائی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات یہ چیزیں عظیم فتنہ اور لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں، اس لئے ایسی مجالس سراسر نقصان دہ ہیں، لہٰذا کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنا یہ قیمتی وقت ایسی مجالس میں خرچ کرنے کے بجائے تصحیحِ صلوٰۃ میں کھپائیں، جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں پچاسوں جگہ تکرار کے ساتھ حکم فرمایا اور مدنی آقا ﷺ نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا کہ جس نے اس ستون کو کماحقہٗ قائم رکھا، اس نے اپنے دین کو قائم کر دیا، ورنہ اپنا سارا دین ڈھا دیا، اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا پس جس کی نماز ٹھیک نکل آئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک نکلیں گے اور اگر وہ خراب نکلی، تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے آخر کوئی تو وجہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر تاکید و تکرار کے ساتھ حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے اس قدر اہم قرار دیا، لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت اور تاثیر و فوائد کے پیشِ نظر یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اگر کوئی اپنی ساری زندگی اور توانائی تصحیحِ صلوٰۃ میں کھپا دے اور اسے اپنی تمام تر توجہ اور کوشش کا مرکز بنا دے اور خشوع والی نماز کی دولت نصیب ہو جائے تو بھی یہ سودا سستا اور نفع بخش ہوگا، کیونکہ آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہر ہر گناہِ ظاہری و باطنی سے حفاظت کی قطعی ضمانت ہے نیز اوصافِ حسنہ اور اخلاق حمیدہ سے آراستہ ہونے کا بہترین ذریعہ ہے اسی طرح ہر قسم کے دینی و دنیوی غم، ٹینشن اور پریشانی سے نجات بھی اسی میں مضمر ہے، صحابہ کرام، اسلاف و مشائخ، اولیاء عظام اور ہمارے اکابرین کی نمازیں اس کا بیّن ثبوت ہیں، جیسا کہ واقعات مشہور ہیں، جو فضائلِ نماز وغیرہ میں مذکور ہیں۔

آخر یہ حضرات بھی بشر تھے، معاش کی فکریں، اہل وعیال کی ضرورتیں اور نفس و شیطان انکے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے، پھر کیا وجہ ہے؟ کہ ان حضرات کی نمازوں سے مذکورہ فوائد

ظاہر ہوتے تھے، اور ہماری نمازیں اور عبادات بالکل بے اثر۔

جواب ظاہر ہے کہ ان کی نمازیں "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي،" کا نمونہ تھیں اور ہماری نمازیں آداب تو کجا؟ آپ ﷺ کی سنتوں سے بھی خالی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دربارِ الٰہی میں گستاخیوں کا ایک نذرانہ ہوتا ہے۔

لہٰذا ہمیں اپنی نماز کی اصلاح کر کے حقیقی نماز، جیسی کہ حق تعالیٰ شانہٗ کو مطلوب ہے، بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ اس پر دنیا و آخرت میں فوائد مرتب ہوں، اور مولائے حقیقی کی رضا بھی حاصل ہو جو ایک مؤمن کی منتہائے معراج ہے۔

آیئے! ایسی نماز کا طریقہ دیکھیں اور اسی کے مطابق نماز پڑھنے کی عادت بنائیں۔

نماز کے لئے نکلتے وقت ان چیزوں کا خیال رکھیں

۱- گھر سے مسجد یا کہیں بھی جانے کے لئے باہر نکل کر یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. (ابوداؤد)

۲- اس بات کی پختہ نیت اور عزم مصمم ہو کہ مجھے یہ عبادت کما حقہ (تمام ظاہری و باطنی یعنی خشوع و خضوع، آداب کی رعایت کرتے ہوئے) ادا کرنی ہے تاکہ یہ نماز صرف رسمی نہ رہے بلکہ حقیقی بن جائے، جس پر فوائد مرتب ہوں۔

۳- نماز کے لئے نکلنے سے پہلے متعدد نیتیں کرلیں تاکہ ہر نیت پر مستقل ثواب مرتب ہو مثلاً: (۱) ادائے فرض (۲) اتباعِ سنت (۳) اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت (۴) گناہوں سے حفاظت (۵) جماعت کا انتظار (۶) وعظ و نصیحت وغیرہ کی مجلس سے استفادہ یا افادہ (۷) نفلی اعتکاف (۸) تلاوتِ قرآن (۹) دینی بھائیوں سے ملاقات (۱۰) عیادت اور ان کے حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۴- تمام مخلوق میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ ذلیل، کم تر اور بڑا گنہگار سمجھتے ہوئے آئیں۔

۵-یہ سمجھیں کہ یہ عبادت رب العالمین، منعمِ حقیقی اور شہنشاہِ اعظم کے ساتھ راز و نیاز اور ملاقات کا ایک نادر اور سنہرا موقع ہے، جو شاید پھر کبھی میسر نہ ہو، تا کہ شوق و رغبت پیدا ہونے کے ساتھ ہر عمل اہتمام اور توجہ کے ساتھ ادا ہو۔

۶-دل میں اپنے محسن و مولائے حقیقی سے ملاقات کا شدید تقاضہ اور بے قراری ہونے کے ساتھ اس بات کا خوف بھی ہو کہ شہنشاہِ اعظم اور جبار و قہار ذات کے سامنے حاضر ہونا ہے، تا کہ غفلت و سستی دور ہو جائے اور خلافِ ادب کوئی حرکت صادر نہ ہو، جیسا کہ اسلاف کے واقعات سے ظاہر ہے کہ نماز کے وقت یا اذان ہوتے ہی ان پر خوف کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

مسجد میں پہنچنے کے بعد قابلِ لحاظ امور

نوٹ: مسجد میں پہنچنے کے بعد انگلیاں نہ چٹخائیں۔ نیز نماز کا ارادہ رکھنے والے کے لئے تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے) کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

۱-مولائے حقیقی کے دربار میں حاضری کی توفیق پر دل شکر کے جذبات سے لبریز ہو، کہ یہ محض فضلِ الٰہی ہوا کہ مجھ جیسے گنہگار اور مسلسل نافرمان اور سرکش کو جو کہ دَر سے دُھتکار دیئے جانے کے قابل تھا اپنے دربار میں حاضری کی سعادت بخشی۔

۲-مقصودِ نماز اور ہر ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کا عزم اور شوق و رغبت دل و دماغ میں از اول تا آخر برقرار رہے، اس کی کوشش رہنی چاہیئے۔

۳-عبادت سے مقصود، خالص اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، ریا، و نمود وغیرہ اور کوئی غرض نہ ہو، تا کہ عبادت بیکار نہ جائے۔

۴-جب آپ کا ذہن نماز کے لئے پوری طرح تیار ہے تو تھوڑی دیر کے لئے ہر قسم کے خیالات سے اپنے کو یکسو کر لیجیے، اور اپنی تمام تر توجہ معبودِ برحق کی طرف مرکوز کر دیجیے،

اور بہت محتاط اور چوکنا رہیں تا کہ دورانِ نماز کسی قسم کا کوئی خیال آنے نہ پائے، کہ دوسرے خیالات کے لئے سارا وقت موجود ہے، بس اب تو دل کی کیفیت یہ ہو کہ

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی　　　ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی

ورنہ ہماری طرف سے نماز صرف رسمی اور نمائشی رہے گی تو ان کی طرف سے نوازش بھی بے توجہی کے ساتھ سرسری رہے گی۔

نماز کے وقت ایک بزرگ کی کیفیت

حاتم اَصم سے عاصم بن یوسف نے دریافت کیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا: جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ وضو کرتا ہوں تا کہ کوئی سنت و مستحب چھوٹ نہ جائے، وضو کر کے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں، کعبہ کو اپنے منہ کے سامنے، رب العالمین کو اپنے سر پر حاضر و ناظر جانتا ہوں، جنت کو داہنی طرف، دوزخ کو بائیں طرف، ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں، پھر اس نماز کو اپنی آخری نماز تصور کرتا ہوں، اور بڑی تعظیم کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں، نہایت ادب کے ساتھ قرارت پڑھتا ہوں، بڑے غور و تأمل کے ساتھ قرآن کو سنتا و سمجھتا ہوں، پھر نہایت تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، پھر انتہائی ذلت اور عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، اور قعدہ میں انتہائی انکساری کے ساتھ التحیات پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں، اور اپنے اعمال کی وجہ سے مردود ہونے کا خوف رکھتا ہوں پھر پوچھنے پر جواب دیا کہ پورے تیس سال سے اسی طرح نماز پڑھتا ہوں، عاصم یہ باتیں سن کر چیخیں مار مار کر روتے تھے اور افسوس کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ ہائے ہم سے تو اس طرح کی ایک نماز بھی کبھی ادا نہ ہوئی۔

ایک ضروری تنبیہ

وضو جس وقت کریں، جس مقام پر بھی کریں چاہے جاری پانی یا حوض سے کریں یا

نل یا لوٹے سے کریں، مسواک سمیت تمام آداب کے ساتھ کریں، خاص طور سے اس بات کا خیال رکھیں کہ پانی کا اسراف نہ ہونے پائے، اب غفلت ولاعلمی یا تسلی یا صفائی کے بہانے جو بے تحاشہ پانی ضائع کیا جاتا ہے وہ محتاجِ بیاں نہیں، کم از کم چار پانچ گونہ ضرورت سے زیادہ صرف ہوتا ہے، خود بھی تجربہ کرکے دیکھئے، شاید یہی بات احساس پیدا کرنے کے لئے کافی ہو، کہ عادت کے مطابق وضو کریں اور ماءِ مستعمل برتن میں جمع کر لیں، اندازہ ہوجائے گا کہ ہم کس قدر پانی کا اسراف کرتے ہیں، بعض بزرگوں کا ملفوظ سنا ہے کہ اسرافِ ماء سے باطن پر بھی اثر پڑتا ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ نہرِ جاری سے وضو کرو تو بھی اسراف سے بچو، اس لئے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوٹے یا برتن سے وضو کریں یا (حوض نہ ہونے کی صورت میں) نل سے کریں، تو بہت احتیاط کے ساتھ کریں مستقلاً نل کھلا نہ چھوڑیں۔

تنبیہ: نمازی کا وہ (دستی) رومال، جو وضو یا کھانے کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کے علاوہ پسینہ اور ناک صاف کرنے، گرد وغبار جھاڑنے وغیرہ کئی مقاصد میں استعمال شدہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے گھر میں جب کہ وہ اس کی پیشی میں ہوتا ہے، اپنے سامنے خشک کرنے کے لئے بچھانا انتہائی بے ادبی معلوم ہوتا ہے۔

جائے نماز پر پہنچ کر پہلے ان چیزوں پر عمل کرلیں

❁ آستین اتارلیں ❁ ٹوپی، عمامہ، رومال ٹھیک کرلیں ❁ لنگی، پاجامہ ضرورت ہوتو ٹخنوں سے اونچا کرلیں ❁ پھر چہرہ، سینہ، پاؤں وغیرہ اعضار قبلہ رخ کرلیں ❁ سر، کمر، پاؤں سیدھے رکھیں خم نہ رہنے پائے ❁ دونوں قدم بالکل سیدھے قبلہ رخ رہیں، دونوں قدم کے درمیان تقریباً چار انگل کا فاصلہ رہے ❁ اگر جماعت والی نماز ہے تو پاس والے آدمی کے بازو سے اپنے بازو ملا کر رکھیں اس طرح پر کہ ذرا بھی خلاء رہنے نہ پائے ❁ دونوں ایڑیوں کا آخری سرا صف کے آخری حصہ پر رہے (آج کل عموماً اس میں بڑی

کوتاہی ہوتی ہے) ۞اقامت کے کلمات کا جواب دینا اذان کی طرح مستحب ہے اور قد قامتِ الصلوٰۃ کے جواب میں أقامها الله و أدامها کہیں (اس پر بھی عمل کم ہی ہوتا ہے)

مسئلہ: فقہاء کے نزدیک زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اقامت کے وقت حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر دائیں بائیں رخ نہ کیا جائے۔ (بحر:۱/۲۵۸، الجوہر:۱/۲۶)

تنبیہ: قیام کی یہ کیفیت ہر رکعت میں رہنی چاہئے اسی طرح جماعت کے وقت تسویۂ صف یعنی صف درست کرنے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے اور یہ ہر نمازی کی ذمہ داری ہے خصوصاً امام کی۔

فائدہ: اگر وقت ہو تو تحیۃ المسجد ادا کریں جو کہ سنت ہے ورنہ سنتیں ادا کرتے وقت ساتھ میں تحیۃ المسجد کی نیت کرلیں۔

اب عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ اگر ایسے وقت مسجد میں پہنچنا ہوا کہ جماعت میں دو تین منٹ باقی ہیں تو یا تو صف میں بیٹھ جاتے ہیں یا برآمدہ یا صحن میں کھڑے کھڑے ہی محفل لگا کر بلند آواز سے باتیں کرتے ہیں، جب کہ اتنا وقت تحیۃ المسجد کے لئے کافی تھا، لیکن اب اس کا اہتمام نہیں ہے (الا ماشاء اللہ) حالانکہ بعض احادیث کی بناء پر بعض ائمہ کے نزدیک خطبۂ جمعہ کے وقت بھی تحیۃ المسجد واجب ہے، لہٰذا وقت ہو تو اسے بھی ادا کرلینی چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کے گھر میں آگئے ہیں تو اب وقت کو وصول کرنا چاہئے، لیکن صبح صادق سے طلوع کے بعد ۲۰ منٹ تک۔ عین استواء۔ اور عصر کے بعد غروب تک ان تین اوقات میں یہ نفل یا کوئی دوسری نفل جائز نہیں۔

تنبیہ:- ظاہر ہے کہ دربارِ الٰہی میں حاضری کی توفیق بڑی سعادت مندی کی بات ہے، لہٰذا اب ہمارا ہر کام صاحبِ دربار کی منشاء اور اصول کے مطابق ہونا چاہئے اور اپنے مزاج اور راحت کا خیال ترک کردیں مثلاً پنکھے کے نیچے یا کھڑکی کے پاس یا برآمدہ وغیرہ میں کھلی جگہ مخصوص نہ کرلیں اور نہ اس کے لئے کسی کو تکلیف دیں، بلکہ جہاں جگہ مل جائے وہیں اپنی عبادت میں مشغول ہوجائیں، پھر جماعت کے وقت دائیں بائیں یا آگے کی طرف جہاں

خلا ہو اسے پُر کرنے کے لئے سبقت کریں اس پر بڑی فضیلت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ قدم بے حد پسند ہے جو صف میں خلا کو پُر کرنے کے لئے بڑھتا ہے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۹۸) ایک اور حدیث میں "مَنْ قَطَعَ صَفّاً قَطَعَهُ اللّٰهُ" کہ جو شخص صف میں اپنے پاس والے شخص سے فاصلہ کے ساتھ کھڑا رہے یا اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف میں کھڑا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے خیرِ کامل سے یا دوست احباب اور اقربا سے جدا کر دیتے ہیں (مشکوۃ — عن النسائی)

عورت: دونوں پاؤں ملا کر اس طرح کھڑی رہے کہ دونوں ٹخنے مل جائیں۔

(عمدۃ الفقہ، ج ۲، ص ۱۴۴، وعلم الفقہ وغیرہ)

تنبیہ: بعض عورتیں عذر شرعی کے بغیر فرض نماز پوری یا بعض رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتی ہیں چونکہ قیام (کھڑا ہونا) فرض ہے، اس لئے ان کی نماز نہیں ہوتی، اسی طرح اتنی باریک اوڑھنی اوڑھ کر نماز پڑھنا جس میں سے بال نظر آتے ہوں اس سے بھی نماز نہیں ہوگی۔

نماز شروع کرنے سے پہلے کی قابل پرہیز چیزیں

نوٹ: "قابلِ پرہیز چیزیں" عنوان کے تحت (ہر جگہ) جو چیزیں مذکور ہیں ان سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان پر عمل نہ کیا جائے بلکہ ان سے پرہیز کیا جائے، کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو، اس لئے ہر جملہ کے ختم پر ایسا کرنے سے پرہیز کریں یا بچیں، یا ایسا کرنا مناسب نہیں" وغیرہ الفاظ میں سے کسی کا اضافہ کر کے پڑھیں۔ مثلاً ❁ عورتوں کی طرح سینے پر ہاتھ رکھنا۔ اس سے پرہیز کریں" اس طرح ہر جگہ مطلب سمجھ لیں۔ ❁ بالکل لاپرواہی اور غفلت کے ساتھ بے ڈھنگے طریقے پر کھڑے ہو جانا کہ نہ دل میں شوق ہو اور نہ ذہن میں کوئی مقصود ❁ آستین، ازار وغیرہ چیزوں کو ٹھیک کئے بغیر ہی نماز شروع کر دینا ❁ سردیوں میں منہ پر سے رومال نہ ہٹانا۔ ❁ قدم اس طرح یا اس طرح ترچھے رکھنا (یہ دوسری صورت قلیل الوقوع ہے عموماً دو قدم کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے

والے اس طرح ترچھے رکھتے ہیں) ❁ دو قدم چلنے کے انداز میں آگے پیچھے رکھنا ❁ جماعت والی نماز میں ایڑی صف کے آخری سرے سے آگے یا پیچھے رکھنا ❁ دو قدم کے درمیان فاصلہ زیادہ رکھنا ❁ یا عورتوں کی طرح ملے ہوئے رکھنا ❁ اقامت (تکبیر کہے جانے) کے وقت ہاتھ باندھے رہنا (یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے) ❁ کلمات اقامت کا جواب نہ دینا ❁ تسویۂ صف کا اہتمام نہ کرنا۔

تسویۂ صف کی اہمیت

آج کل صفوں میں جو بے ضابطگی اور کوتاہی نظر آتی ہے، وہ ظاہر ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تسویۂ صف کو ایک غیر اہم اور معمولی کام سمجھ رکھا ہے، حالانکہ اس سلسلہ میں بیشمار احادیث منقول ہیں، جن میں اسکے اہتمام کی سخت تاکید اور فضائل کے ساتھ ترکِ اہتمام پر زجر اور شدید وعیدیں بھی وارد ہیں، اسی کے پیشِ نظر احناف سمیت اکثر ائمہ کے نزدیک تسویۂ صف سنتِ مؤکدہ ہے، اور بعض علماء کے نزدیک یہ واجب ہے، حتیٰ کہ ابنِ حزم ظاہری کے نزدیک فرض ہے، خود جناب نبی کریم ﷺ اور خلفاءِ اربعہ اسکا بہت اہتمام فرماتے تھے، اور جب تک تسویۂ صفوف کا اطمینان نہ کر لیتے، نماز شروع نہ فرماتے تھے، اور حضرت عمرؓ و عثمانؓ کے متعلق یہاں تک منقول ہے کہ انھوں نے اس کام میں اپنے تعاون کیلئے کچھ مخصوص افراد مقرر کر رکھے تھے، جب وہ آکر اسکی اطلاع دیتے، تب وہ نماز شروع فرماتے تھے (مستفاد از اعلاء السنن باب سنیۃ تسویۃ الصف)

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اس سنت کو، جو ہمارے دیار میں متروک ہے، زندہ کریں، یہ کام جماعت کے وقت موجود ہر شخص کی ذمہ داری ہے، خصوصاً امام کی، امام کو چاہیے کہ ہر نماز کے وقت اقامت ختم ہوتے ہی دائیں بائیں جانب رخ کر کے "سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ،، (صفیں سیدھی کر لیجئے) یا "سُدُّوا الْخَلَلَ،، (درمیان کی خالی جگہ بھر دیجئے) یا "اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ،، (صفیں درست کر لیجئے) وغیرہ الفاظ کہہ کر مقتدیوں کو صفیں

درست کرنے کا حکم کرے (درمختار ص ۴۲۰)

اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام پر تسویۂ صف واجب ہے اور اسکا ترک مکروہِ تحریمی ہے (العرف الشذی ص ۱۲۰) چنانچہ عرب میں اکثر جگہ اب بھی یہی معمول ہے۔ اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں کچھ دوسرے حضرات کا تعاون لے کر بھی اس کام کو انجام دے۔

عجب نہیں کہ مساجد میں ہماری یہ صف ہمواری، آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرائی کے لئے سدّ باب بنے۔

حضرت ابو مسعود انصاریؓ نے دورِ خیر القرون میں جب تسویۂ صف میں لوگوں کی ذرا سی کوتاہی دیکھی تو ان کو یہ فرمانِ نبوی: "اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ إلخ" "کہ ایک دوسرے کے برابر، ایک سیدھ میں کھڑے رہو، آگے پیچھے نہ کھڑے رہو، ورنہ تمہارے دلوں میں عداوت واختلاف پیدا ہو جائیگا" کی یاد دہانی کرانے کے بعد یہ تنبیہ فرمائی "فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا" کہ تم میں آج جو شدید اختلاف پایا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تم نے تسویۂ صف کا اہتمام ترک کر دیا ہے (مشکوٰۃ عن مسلم)

غرض کہ ہم حکمِ شرعی کی وجہ سے اس کام کے صرف مکلّف اور ذمّہ دار ہی نہیں، بلکہ آپسی عداوت اور اختلاف سے، جو روز افزوں ترقی پذیر ہے اور اجتماعی منصوبوں کی ترقی و تکمیل میں زبردست رکاوٹ ہے، حفاظت کے لئے یہ ہماری ایک اہم ضرورت بھی بن گیا ہے۔

امید ہے کہ اپنی مسجد میں اس سنت کو جاری کر کے احیاءِ سنت کی فضیلت "سو شہیدوں کے برابر اجر" کے مستحق ہونگے، جو دوسروں کے لئے باعثِ نمونہ بھی ہوگا۔

نوٹ: جماعت کے لئے آنے والا شخص اگر صف میں جگہ نہ پائے تو وہ نئی صف کے لئے صف کے بیچوں بیچ (امام کی سیدھ میں) کھڑا رہے۔ اس کے بعد آنے والوں میں سے ایک دائیں طرف دوسرا بائیں طرف کھڑا ہوتا جائے۔ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود نئی صف شروع کرنا یا کسی ایک جانب سے صف کی ابتدار کرنا اور تمام کا ایک طرف صف لگالینا غلط بات ہے۔ صف دونوں طرف برابر ہونی چاہیے۔

نیت

مذکورہ طریقہ پر کھڑے ہوکراب نیت کرلیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے فلاں نماز مثلاً ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں اور اگر مقتدی ہوتو اقتدار کی بھی نیت کرے۔

مسئلہ: دل سے نیت کر لینا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ زبان سے کہہ لینا بہتر ہے، لیکن کونسا فرض یا واجب ہے اس کو متعین کرنا ضروری ہے مثلاً ظہر کی فرض نماز یا وتر کی واجب نماز پڑھ رہا ہوں، ہاں! نفل، سنت اور تراویح کے لئے فقط نماز کی نیت کر لینا کافی ہے یعنی نفل یا سنت کہنا ضروری نہیں ہے، یہی صحیح ہے۔ (درمختار ص ۲۷۹ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ) تراویح کی نیت میں احتیاط یہ ہے کہ تراویح یا سنت یا قیامِ لیل کی نیت کرے، اور سنتوں میں احتیاط یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نماز پڑھتا ہوں۔ (عمدۃ الفقہ)

تصور: اگر کوئی اس وقت بھی علیحدہ تصور کرنا چاہے تو نیت سے پہلے یہ تصور کرے کہ اب میں اپنے مولائے حقیقی سے راز و نیاز اور عرض و معروض کرنے جا رہا ہوں۔ شاید پھر ایسا سنہرا موقع ہاتھ نہ آئے۔

فائدہ: مناسب یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے پہلے ہی نیت سے فارغ ہو جائیں تاکہ تکبیر تحریمہ اور نیت کے اجتماع سے کسی قسم کی بے ترتیبی واقع نہ ہو اور نماز بلا کسی شک وشبہ کے صحیح ہو جائے، اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ نیت کے بعد کوئی منافی صلوٰۃ کام نہ ہو، مثلاً بات چیت یا کھانا پینا، کہ اس سے نماز شروع نہ ہوگی، ہاں نیت کے بعد نماز کے لئے چپ چاپ چلنا یا وضو کرنا یہ نماز کے منافی نہیں ہے۔ لہٰذا اب بغیر نئی نیت کے بھی نماز شروع ہو سکتی ہے۔ (عمدۃ الفقہ، شامی ص ۲۷۹ مکتبہ نعمانیہ و بحر ص ۲۷۶)

نیت سے متعلق قابلِ پرہیز چیزیں

نوٹ: صفحہ ۴۱ پر کا نوٹ ملاحظہ فرمالیں۔

❁ نیت کی ادائیگی زبان سے ضروری سمجھ لینا اور تسلّی کرنے میں دیر لگا دینا۔

❁ دل میں کسی قسم کی نیت وارادہ نہ ہواور زبان سے صرف رٹے رٹائے الفاظ کہنے پر اکتفا کرنا ❁ نیت کے بعد نماز کے منافی کام کرنا اور دوبارہ نیت کیئے بغیر نماز شروع کر دینا (از عمدۃ الفقہ) ❁ تکبیر تحریمہ کہہ لینے کے بعد نیت کرنا (چونکہ اخیر کی تین صورتوں میں تکبیر تحریمہ ہی صحیح نہیں ہوئی لہٰذا نماز ہی نہ ہوگی)

نوٹ: اس بات کا خیال رہے کہ نماز کا ہر قول وفعل اتباعِ سنت کی نیت سے ہو، تا کہ نورانیت کا سبب بنے۔

نماز کی ابتدا

جیسے ہی نیت سے فارغ ہوں نگاہ سجدہ گاہ پر رکھتے ہوئے ہاتھ اس طرح اٹھائیں (اگر ہاتھ چادر میں ہوں تو نکال کر، لیکن عورت چادر اور دوپٹے ہی میں رکھتے ہوئے) کہ انگلیاں اعتدال کے ساتھ (نہ بہت کھلی اور نہ بہت ملی ہوئی ہوں) کھلی رہیں اور آسمان کی طرف سیدھی رہیں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور کانوں تک اتنا اٹھائیں کہ انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے مل جائیں یا برابر ہو جائیں، پھر تکبیر تحریمہ کہیں (اصح یہ ہے کہ ہاتھ تکبیر سے پہلے اٹھاویں) (شامی ص۳۳۴، ہدایہ وغیرہ)

اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو مقتدی اس کا خیال رکھے کہ اس کی تکبیر تحریمہ امام کی تحریمہ سے پہلے نہ ہو ورنہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ (از عمدۃ الفقہ، شامی ۲/۳۳۳)

عورت: اپنے ہاتھوں کو دوپٹے یا چادر میں رکھتے ہوئے صرف کندھوں تک اٹھائے اور انگلیاں ملی ہوئی رکھے۔

ایک ضروری مسئلہ

تکبیر تحریمہ اس قدر آواز کے ساتھ کہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی مانع (شور وغل وغیرہ) نہ ہو تو خود کو سنائی دے، ورنہ نماز ہی شروع نہ ہوگی، اسی قول کو اکثر علماء نے اصح اور احوط قرار

❁ دل میں کسی قسم کی نیت وارادہ نہ ہو اور زبان سے صرف رٹے رٹائے الفاظ کہنے پر اکتفا کرنا ❁ نیت کے بعد نماز کے منافی کام کرنا اور دوبارہ نیت کئے بغیر نماز شروع کر دینا (از عمدۃ الفقہ) ❁ تکبیر تحریمہ کہہ لینے کے بعد نیت کرنا (چونکہ اخیر کی تین صورتوں میں تکبیر تحریمہ ہی صحیح نہیں ہوئی لہٰذا نماز ہی نہ ہوگی)

نوٹ: اس بات کا خیال رہے کہ نماز کا ہر قول وفعل اتباعِ سنت کی نیت سے ہو، تاکہ نورانیت کا سبب بنے۔

نماز کی ابتدا

جیسے ہی نیت سے فارغ ہوں نگاہ سجدہ گاہ پر رکھتے ہوئے ہاتھ اس طرح اٹھائیں (اگر ہاتھ چادر میں ہوں تو نکال کر، لیکن عورت چادر اور دوپٹے ہی میں رکھتے ہوئے) کہ انگلیاں اعتدال کے ساتھ (نہ بہت کھلی اور نہ بہت ملی ہوئی ہوں) کھلی رہیں اور آسمان کی طرف سیدھی رہیں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور کانوں تک اتنا اٹھائیں کہ انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے مل جائیں یا برابر ہو جائیں، پھر تکبیر تحریمہ کہیں (اصح یہ ہے کہ ہاتھ تکبیر سے پہلے اٹھاویں) (شامی ص ۳۳۴، ہدایہ وغیرہ)

اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو مقتدی اس کا خیال رکھے کہ اس کی تکبیر تحریمہ امام کی تحریمہ سے پہلے نہ ہو ورنہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ (از عمدۃ الفقہ، شامی ۲/۳۳۳)

عورت: اپنے ہاتھوں کو دوپٹے یا چادر میں رکھتے ہوئے صرف کندھوں تک اٹھائے اور انگلیاں ملی ہوئی رکھے۔

ایک ضروری مسئلہ

تکبیر تحریمہ اس قدر آواز کے ساتھ کہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی مانع (شور وغل وغیرہ) نہ ہو تو خود کو سنائی دے، ورنہ نماز ہی شروع نہ ہوگی، اسی قول کو اکثر علماء نے اصح اور احوط قرار

الفقہ ص ۸۷) (ائمہ حضرات اس کا خاص خیال رکھیں) ❁ مقتدی کا اپنی تکبیر تحریمہ امام کی تحریمہ سے پہلے پوری کر لینا ❁ امام کا لفظ اللہ میں مد اس کی مقدار سے زیادہ کھینچنا (اس صورت میں جس مقتدی کی تحریمہ، امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ختم ہو جائیگی اس کی نماز نہ ہوگی۔ (از شامی)
❁ دیر میں آنے والے کا تکبیر تحریمہ جھکنے کی حالت میں کہنا یا رکوع کی حالت میں کہنا۔

مسئلہ:- اگر تکبیر اس قدر جھکے ہونے کی حالت میں کہہ چکا ہے کہ دونوں ہاتھ لٹکائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں، تو نماز صحیح ہو جائیگی، اور اگر ہاتھ گھٹنے تک پہنچ جائیں، اتنا جھک گیا تھا ایسی حالت میں تکبیر ختم کی ہے، تو نماز صحیح نہ ہوگی کیونکہ یہ رکوع کی حالت ہے حالانکہ تکبیر کا پورا جملہ قیام کی حالت میں ادا ہونا ضروری ہے۔ (شامی ص ۳۳۳ رو بحر ص ۲۱۹)

مسئلہ:- تکبیرات اور قراءت جہری میں ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مثلاً پیچھے ایک ہی صف ہے اور اتنا چیختا ہے کہ دس صفوں تک آواز جائے تو مکروہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ، ص ۱۰۳ مستفاد از شامی ص ۳۱۵ مطبوعہ فیض القرآن)

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

مذکورہ طریقہ پر ہاتھ اٹھانے کے بعد تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ سیدھے ناف کے نیچے متصل ہی اس طرح باندھ لیں، کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھیں، اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کا گٹا پکڑ لیں اور باقی انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف رکھتے ہوئے، بائیں کلائی پر پھیلا دیں، اور بائیں ہاتھ کا پنجہ اور انگلیاں داہنی کلائی کے نیچے برابر رکھیں، کندھے اپنی حالت پر رہنے دیں نہ تو جھکائیں اور نہ چڑھائیں، نگاہ سجدہ گاہ پر جمی رہے، اور سینہ، سر، گردن اور پاؤں وغیرہ سبھی اعضاء اسی حالت پر سیدھے رہیں جیسا کہ پہلے گزرا۔

عورت: اپنے ہاتھ کندھے تک اٹھائے اور سینے پر داہنی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے، نہ حلقہ بنائے نہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو پکڑے، بلکہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں کلائی پر سیدھی

رکھے (اس میں بے احتیاطی ہوتی ہے اس لئے خیال رکھا جائے)

تصور: ہاتھ باندھتے وقت یہ ہو کہ اے غفار و کریم! سراپا گناہوں میں شرابور، یہ اقراری مجرم معافی کی امید کے ساتھ عدالتِ عالیہ میں دست بستہ حاضر ہے، اگر جماعت والی نماز ہے تو امام کو اپنی پوری جماعت کی طرف سے معافی کی درخواست کرنے والا تصور کرے، اور امام اپنے آپ کو خود اپنی اور پوری جماعت کی طرف سے معافی کی درخواست پیش کرنے والا سمجھے۔

ہاتھ باندھنے سے متعلق قابل پرہیز چیزیں

۞ ہاتھ اٹھانے کے بعد پہلے چھوڑ دینا (نیچے کی طرف لیجانا) پھر باندھنا (اسی طرح وتر میں قنوت سے پہلے یا عیدین کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے وقت پہلے چھوڑ دینا پھر باندھنا) ۞ ہاتھ اٹھانے کے بعد جھٹکے کے انداز میں کہنیاں پیچھے لیجانا پھر باندھنا ۞ حلقہ بنائے بغیر داہنی ہتھیلی گٹّے پر یا کلائی پر رکھ دینا۔ ۞ پورے ہاتھ سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا ۞ عورتوں کی طرح ہاتھ رکھنا ۞ تین انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف نہ رکھنا ۞ بایاں پنجہ لٹکتا ہوا چھوڑ دینا ۞ ہاتھ ناف پر رکھنا یا بلاقصدِ سنت محض غفلت سے ناف سے بھی اوپر رکھنا ۞ یا ناف کے نیچے زیادہ فاصلے سے رکھنا ۞ کلائیاں پیٹ سے جدا رکھنے کا تکلف کرنا۔

قیام و قراءت کا طریقہ

ہاتھ قاعدے کے مطابق باندھ لینے کے بعد ہر نمازی (امام، منفرد، مقتدی) آہستہ سے ثنا پڑھے، لیکن اگر امام قراءت شروع کر چکا ہو تو اب مقتدی ثنا نہ پڑھے، پھر امام اور منفرد (نہ کہ مقتدی) اعوذ باللہ، بسم اللہ آہستہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھیں اور سورۂ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے تمام آمین کہیں، اسی طرح سورۂ فاتحہ کے بعد شروع سورۃ میں، بسم اللہ آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔ (عمدۃ الفقہ، فتاویٰ رحیمیہ، بحوالۂ شامی)

جہری نماز میں امام ضرورت کے مطابق بلند آواز سے پڑھے، اور تجوید کی رعایت

کے ساتھ پڑھے اور سرّی نماز میں امام اور منفرد آہستہ پڑھیں اور مقتدی جہری نماز میں خاموشی کے ساتھ امام کی قرارت توجہ اور دھیان سے سنے، اور سری نماز میں زبان ہلائے بغیر دل میں سورۂ فاتحہ کا دھیان کرے، لیکن سری قرارت میں ہونٹ کھول کر حروف کا صحیح ادا ہونا ضروری ہے، چاہے آواز سنائی دے یا نہ سنائی دے، ہاں احوط یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ آواز خود سن سکے۔ (فتاویٰ محمودیہ، عمدۃ الفقہ ص ۱۰۱ ج ۲، مستفاد عن الشامی)

لیکن اس کا خاص خیال رکھا جائے کہ پاس والے کو خلل نہ ہو (اس میں بعض سے بہت بے احتیاطی ہوتی ہے، قریب والے پریشان رہتے ہیں اور ایذائے مسلم حرام ہے) سرّی نماز میں بھی قرارت اہتمام کے ساتھ کی جائے، قرارت بلکہ ہر چیز کا پڑھنا بالارادہ، اطمینان، دھیان اور استحضارِ معنیٰ کے ساتھ ہونا ضروری ہے، پڑھنے کے دوران نگاہ بدستور اپنی جگہ مرکوز رہے اور ہونٹ کے سوا پورا جسم بلا کسی قسم کی حرکت کے (گاڑی ہوئی لکڑی کی طرح) اوپر مذکورہ کیفیت کے ساتھ سیدھا کھڑا رہے، قرارتِ مسنونہ کا خاص لحاظ رکھا جائے، پوری سورتیں پڑھی جائیں، یہی افضل ہے، فجر کی پہلی رکعت کی قرارت بہ نسبت دوسری رکعت کے طویل رہے، البتہ امام محمدؒ کے نزدیک تمام نمازوں میں یہی حکم ہے۔

عورت: ہر نماز میں قرارت آہستہ کرے۔

تصور: قیام کے وقت یہ ہو کہ اب میں جبار و قہار اور ذوالجلال والاکرام ذات کے سامنے کھڑا ہوں، میں اسے دیکھ رہا ہوں یا وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور پڑھتے وقت یہ تصور بھی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے۔

تنبیہ: تجوید سے عموماً بے توجہی برتی جاتی ہے حالانکہ یہ بھی قرآن پاک کے لئے ضروری ہے، جیسا کہ علامہ جزریؒ نے فرمایا۔

وَ الْاَ خْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ ۞ مَنْ لَمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

کہ تجوید کے بغیر قرآن پڑھنے والا گنہگار ہے اس لئے ہر ایک کو تجوید کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ حروف صحیح ادا نہ ہونے کی وجہ سے معانیِ قرآنی میں فرق آجاتا ہے اور اس

سے بعض اوقات نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو علم تجوید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، تاکہ تلاوتِ قرآن کا حق ادا ہو اور فریضۂ نماز بھی صحیح طریقہ پر ادا ہو، خصوصاً امام کو، چونکہ وہ از روئے حدیث "الامامُ ضامِن"، تمام مقتدیوں کی نماز کا ذمہ دار ہے، اس وجہ سے اس کے لئے یہ علم از حد ضروری ہے۔ ورنہ نمازوں کے فساد کی صورت میں تمام کا گناہ اپنے ذمہ لینے کے مترادف ہوگا۔

یہاں یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ تجوید صرف طرز ولہجہ یا خوش آوازی کا نام نہیں ہے جیسا کہ آجکل سبھی اسکے عاشق و دلدادہ نظر آتے ہیں، کہ چاہے ہزار تکلف ہی سہی، لیکن طرز ضروری ہوتا ہے، چاہے نقالی یا کوئی نئی ڈیزائن بنانے کے چکر میں صحتِ حروف اور قواعدِ تجوید کی کیسی ہی قربانی دینی پڑے، یہ بھی گوارہ اور بسر وچشم قبول ہوتا ہے (یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ اسکے مرتکب بعض علم تجوید کے سند یافتہ بھی ہوتے ہیں والیٰ اللہ المشتکیٰ) اور حد تو یہ ہے کہ بعض مساجد کی امامت کے لئے گویا یہی چیز شرطِ اولیں ہوتی ہے، حالانکہ یہ اس قدر ضروری چیز نہیں ہے. بلکہ تجوید نام ہے حروف کو ان کے مخارج وصفات سے ادا کرنیکا۔ گویا تجوید میں اصل اور بنیادی چیز صحتِ حروف ہے، اس لئے ،ہماری کوشش اور توجہ کا مرکز اولاً صحتِ حروف ہونا چاہیئے (پھر صفاتِ عارضہ جن سے حسن وزینت پیدا ہوتی ہے، جیسے مد، پُر اور باریک پڑھنا، غنہ، اخفار، پھر طرز، لہجہ وغیرہ ہو۔) ہاں! اگر کوئی تجوید کی رعایت کے ساتھ بلا تکلف، فطری آواز کو باقی رکھتے ہوئے طرز کے ساتھ پڑھے بشرطیکہ طرز اس سے بنتا بھی ہو، تو بلا شبہ یہ ایک مطلوب و مستحسن چیز ہے۔ رہا محض آواز کو گھٹانا بڑھانا یا ضرورت سے زائد آواز بلند کرنا یا صرف گنگنانا اور گانے کے انداز پر پڑھنا، تو ان چیزوں کا تجوید سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ قبیح چیزیں ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے۔

قیام وقرارت سے متعلق قابل پرہیز چیزیں

نوٹ: صفحہ ۱۴ ر پر کا نوٹ ملاحظہ فرمالیں۔

❁ محض یاد سے (یعنی جو پڑھ رہا ہے اس کی طرف توجہ نہ ہو) یا استحضارِ معنی کے بغیر پڑھنا ❁ امام کی قرارت دھیان سے نہ سننا ❁ نگاہ سجدہ گاہ کے علاوہ مثلاً قبلہ کی دیوار یا نمازی کی پیٹھ وغیرہ پر رکھتے ہوئے پڑھنا (قرارتِ جہری کے وقت بعض اماموں سے بھی اس کا ارتکاب ہوجاتا ہے، اور ایک امام کو دیکھا کہ قرارت کے وقت سر اونچا کر کے پڑھتے تھے) ❁ مستقلاً آنکھیں بند کر کے پڑھنا، ہاں! خشوع اس سے حاصل ہوتا ہو تو کبھی بند کرنے اور کبھی کھولنے میں حرج نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ، فتاویٰ رحیمیہ) ❁ سری نماز میں ہونٹ بند کر کے چپ چاپ صرف الفاظ کا تصور کرنا (چونکہ اس سے رکنِ نماز ہی ادا نہیں ہوتا ہے لہٰذا نماز نہ ہوگی) ❁ سردیوں میں رومال یا چادر سے منہ ڈھانکے رکھنا ❁ ہمیشہ یا اکثر قرارتِ مسنونہ کا خیال نہ رکھنا ❁ سورتوں کی آخری تین چار آیات پڑھنا ❁ آدھی سورتیں پڑھنا ایک رکعت میں ایک جگہ سے کچھ حصہ اور دوسری رکعت میں دوسری جگہ سے کچھ حصہ پڑھنا (اب ان چیزوں کا رواج سا ہوگیا ہے) ❁ ترتیب کے خلاف پڑھنا ❁ اکیلے نماز پڑھتے وقت یا سری نماز کی جماعت میں قرارت کے وقت جہری قرارت جیسا اہتمام نہ کرنا، بلکہ بغیر اہتمام کے سرسری پڑھ لینا ❁ دو رکعتوں کی قرارت کے درمیان ایک چھوٹی سورت کا چھوڑ دینا (احسن الفتاویٰ، درمختار ص ۳۶۷) ❁ دوسری رکعت پہلی رکعت کے مقابلہ میں طویل کرنا ❁ اس قدر تکلف سے پڑھنا کہ چہرہ بدنما لگے مثلاً منہ پورا کھول کر پڑھنا وقف کرتے یا وقف کے بعد ابتدا کرتے وقت سر کو جھٹکا دینا ❁ امام صاحب یا خود اپنی قرارت کے وقت جھومنے کے انداز میں سر ہلانا ❁ عادۃً جسم کو لگاتار یا وقفہ سے آگے پیچھے کی جانب، یا دائیں بائیں جانب حرکت دیتے رہنا ❁ ہاتھ بندھے ہونے کی حالت میں کہنیاں ہلاتے رہنا ❁ کسی ایک کندھے کو جھکائے رکھنا یا ٹیڑھا (آگے کی جانب) رکھنا ❁ کندھے سخت کر کے چڑھا لینا ❁ ایک یا دونوں ہاتھ کو چھوڑ دینا ❁ چہرے کو تھوڑا سا دائیں یا بائیں رخ اس طرح رکھنا گویا کہ پاس والے سے کچھ کہہ رہا ہے ❁ سر کو اتنا جھکا دینا کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے ❁ سر کو دائیں یا بائیں کندھے کی طرف جھکائے

رکھنا ❁ سر کو بار بار اونچا نیچا کرنا ❁ اوپر کے دھڑ کا آگے کی جانب اتنا جھکا دینا کہ کولہے ظاہر ہوں یا پیچھے کی جانب اتنا جھکا دینا کہ پیٹ نکلا ہوا نظر آئے ❁ سینہ تان کر کھڑا رہنا ❁ سینے کا معمولی پھرا ہوا رہنا۔

مسئلہ:- ایک رکن کی ادائیگی بھر یعنی تین بار تسبیح کے بقدر اگر مکمل سینہ پھر گیا تو نماز نہ ہوگی۔ (از شامی ص ۴۲۱) ❁ بار بار قدم اٹھانا اور رکھنا یا آگے پیچھے کر دینا (دو تین جگہ کے لوگوں نے بتایا کہ ہمارے امام صاحب دائیں بائیں چلتے ہیں) ❁ قدم کا اگلا حصہ یا ایڑیاں اونچی نیچی کرتے رہنا یا پاؤں کے انگوٹھے کی طرف والا حصہ اونچا رکھنا ❁ کسی ایک پاؤں پر لگاتار یا باری باری دونوں پر زور دیکر اس طرح کھڑا رہنا کہ دوسرا پاؤں مُڑا ہوا رہے ❁ گھٹنوں کو حرکت دیتے رہنا ❁ جلد بازی میں قرارت کا آخری حصہ جھکنے کی حالت میں یا رکوع میں جاکر پورا کرنا ❁ آخری آیت کا رکوع کی تکبیر سے وصل کر دینا جبکہ معنی بگڑنے کا اندیشہ ہو جیسے "هُوَ الْأَبْتَرُ" کو اللہ اکبر کے ساتھ ملا کر پڑھنا ❁ قرارت ختم ہونے سے پہلے ہی ہاتھ چھوڑ دینا ❁ جھکنے کے بعد تکبیر شروع کرنا ❁ امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا (ایک حدیث کے مطابق اسکا ارتکاب کرنے والے شخص کا چہرہ گدھے کی شکل سے بدل سکتا ہے (مشکوٰۃ) جیسا کہ ایک عظیم محدث کا چہرہ جو اسکا تجربہ کرنے گئے تھے، اسی کے مطابق ہو گیا تھا) ❁ جمائی، کھانسی کو ضبط نہ کرنا (چونکہ اس میں بعض دفعہ حروف پیدا ہو جاتے ہیں تو نماز فاسد ہوسکتی ہے) جمائی کے وقت منہ کھلا چھوڑنے سے آواز پیدا ہونا یا جمائی کے وقت سر کو چھت کی طرف اونچا کر لینا (اوّلاً تو جہاں تک ہوسکے جمائی کو منہ دبا کر روکنے کی کوشش کرے ورنہ قیام کے وقت جمائی کے آنے پر داہنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ دے، باقی حالات میں بائیں ہاتھ کو رکھے اور جمائی روکنے کی مجرّب اور تیر بہ ہدف تدبیر یہ ہے کہ اس وقت اپنے دل میں یہ تصور کرے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جمائی سے محفوظ ہیں، شامی) ❁ آواز کے ساتھ (بیل کی طرح) ڈکارنا ❁ بلاضرورت کھنکھارتے رہنا ❁ زبان کو دانتوں کی جڑ میں لگا کر چس چس جیسی آواز پیدا کرنا ❁ ایک یا دونوں ہاتھ ڈاڑھی، کان، ناک،

خاص جگہ وغیرہ کے ساتھ صفائی یا کھجلانے کے لئے یا خواہ مخواہ عادت کی وجہ سے مشغول کر دینا ❁ آستین، ٹوپی، عمامہ، رومال، کپڑے وغیرہ ٹھیک کرنا، یہ ہاتھ کی حرکت اور کھجلانے کی وبار اتنی زیادہ اور عام ہوچکی ہے کہ اس نے سبھی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، الا ماشار اللہ، حالانکہ بعض وقت یہ عمل کثیر ہوتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس لئے بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ عملِ کثیر یہ ہے کہ نمازی کوئی ایسا کام کرے جسے دیکھنے والا (غالب گمان کے طریقہ پر) یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، جس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی تین بار اس طرح حرکت کرے کہ دو حرکتوں کے درمیان ایک رکن (تین بار سبحان ربی العظیم) کے بقدر وقفہ نہ ہو۔ اس لئے یہ بہت نازک مسئلہ ہے، حتیٰ کہ بعض نے تو لکھا ہے کہ بلاضرورت ایک بار کھجلانے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نوٹ: جمائی، کھانسی سے آخر تک مذکورہ کوتاہیاں قیام کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں، لہٰذا نماز میں ہر جگہ ان سے پرہیز کیا جائے۔

جمائی روکنے کی تدبیر

جمائی کے وقت دل میں یہ تصور کرے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جمائی سے محفوظ ہیں۔

لمحہ فکریہ

کیا ہم دنیا کے ظاہری آقاؤں کے سامنے اس طرح بے ڈھنگے پن کے ساتھ جاتے ہیں؟ اور اس طرح اٹھتے، بیٹھتے اور کھڑے ہوتے ہیں؟ اور کیا ایسی گستاخانہ حرکات وہاں صادر ہوتی ہیں؟ اور پھر کیا ان حرکات سے چشم پوشی بھی کی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں تو پھر کیا آپ کی شانِ عبدیت اپنے محسن حقیقی اور مالک الملک کے دربار میں ایسی گستاخانہ حرکات کی اجازت دیتی ہے؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا، تو پھر اصلاح کی فکر کیوں نہیں؟ واقعی ہم اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا...!

رکوع کا طریقہ

قرارت سے فراغت پر سانس لیکر اللہ اکبر کہتے ہوئے اس طرح رکوع کریں کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھولکر (کہ انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہو) دونوں ہاتھوں سے دونوں پاؤں کے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑلیں، سر، سُرین، پشت اس طرح رکھیں کہ سب ایک سیدھ میں آجائیں، کوئی حصہ اونچا نیچا نہ رہے، کلائیاں اور بازو سیدھے اور تنے ہوئے رہیں خم نہ رہیں، پاؤں، پنڈلیاں اس طرح سیدھی رکھیں کہ خم نہ رہنے پائے، دونوں پاؤں پر زور برابر رہے، دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے مقابل رہیں، اور نگاہ قدم پر رکھیں، اور اطمینان سے طاق مرتبہ یعنی ۳ یا ۵ بار اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عظمت کا تصور کرتے ہوئے رکوع کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار) پڑھیں، امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ ۵ مرتبہ تسبیح پڑھے تاکہ تمام مقتدی بسہولت ۳ مرتبہ تسبیح اطمینان کے ساتھ پڑھ سکیں، بالخصوص تراویح میں اگر تخفیف کی وجہ سے تین بار پڑھے، تو نہایت اطمینان سے پڑھے۔

تکبیراتِ انتقالیہ کی ابتدا وانتہا

ایک رکن سے منتقل ہونے کے ساتھ ہی تکبیر کی ابتدار کرے، اور دوسرے رکن میں پہنچتے ہی ختم کردے مثلاً قیام سے رکوع کے لئے جھکنے کی حالت ختم ہوتے ہی تکبیر ختم کرے، اسی طرح رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ تسمیع کی ابتدا کرے اور سیدھے کھڑے ہونے کے ساتھ ختم کردے، اسی طرح باقی ارکان میں کیا جائے۔

ایک ضروری تنبیہ

بعض امام رکوع سے اٹھتے وقت پہلے سر اٹھالیتے ہیں پھر تسمیع کہتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اس سے رکوع میں آخری وقت شریک ہونے والے مقتدی کو وہ رکعت ملی ہی

نہیں، جس کا اسے علم بھی نہیں ہوتا اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی ایک رکعت باقی رہ جاتی ہے اور یہ دھوکہ اس وجہ سے لگا کہ امام نے تسمیع بے وقت کہی، اس کا صحیح وقت یہ ہے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے وقت ابتدا کرے، اسی طرح بعض تسمیع اتنی کھینچتے ہیں کہ کھڑے ہونے کے بعد بھی جاری رہتی ہے اور بعض سجدے میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے بے محل ابتداء و انتہا کرتے ہیں۔ مثلاً قومہ سے جھک جانے کے بعد سجدہ کے قریب جا کر تکبیر شروع کرتے ہیں جو سجدہ میں بھی جاری رہتی ہے اور سجدہ سے اٹھ جانے کے بعد راستے میں تکبیر شروع کرتے ہیں یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے ائمہ حضرات اسکا خاص خیال رکھیں۔

نوٹ (۱): مقتدی کے لئے ضروری ہے کہ امام کی تکبیر و تسمیع کی آواز شروع ہوتے ہی اس کی پیروی کرے اور تسبیح کے مخصوص عدد کا فکر نہ کرے، اگر چہ طاق عدد پورا نہ ہوا ہو۔

(مستفاد از شامی ص ۳۶۶)

نوٹ (۲): امام و منفرد کے لئے تسبیحات کی مقدار میں بے اعتدالی یعنی ایک ہی نماز کے رکوع اور سجدوں میں کسی میں تین مرتبہ کسی میں پانچ مرتبہ یا کم و بیش انداز سے مرضی کے مطابق پڑھنا مناسب نہیں بلکہ اخیر نماز تک ہر رکوع و سجدے میں ایک متعین مقدار اختیار کی جائے۔

عورت: رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور انگلیاں ملی ہوئی گھٹنوں پر رکھ دے، دونوں کہنیاں پہلوؤں سے ملی ہوئی رکھے، ٹخنے بھی ملا کر رکھے، گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا خم دے کر رکوع کر دے۔

تصور: رکوع کے وقت یہ ہو کہ اے رب عظیم آپ کے دربار عالی میں پیشی کی توفیق اور درخواست کی قبولیت وغیرہ احسانات کا شکر یہ ادا کرنے سے یہ بے حیا، گستاخ اور احسان فراموش عاجز ہے۔ نذرانہ پیش کرنے کے لئے سر اور کمر کے سوا کچھ نہیں ہے، سو یہی پیش خدمت ہے، یا مختصراً یہ کہ میں رب عظیم کے دربار میں اس کے سامنے اپنے حقیر وجود کو جھکا رہا ہوں۔

تنبیہ:- رکوع میں عموماً کوتاہی رہتی ہے کیونکہ اسمیں قدرے مشقت ہونے کے ساتھ رکوع کے متعلق بعض اعضاء نظر نہیں آتے ہیں، لہٰذا خاص اہتمام کے ساتھ صحیح کرنے کی ضرورت

ہے بلکہ اگر خود اصلاح نہ کر سکیں تو کسی واقف کار سے اصلاح ضرور کروالینی چاہئے۔

رکوع سے متعلق قابل پرہیز چیزیں

❁ دھیان و توجہ برقرار نہ رکھنا ❁ سر کا کمر سے اونچا یا نیچا رکھنا ❁ سر کو اس قدر جھکانا کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے، سینے والا حصہ اس قدر جھکا دینا کہ بازوؤں اور پاؤں میں خم آجائے ❁ نگاہ پاؤں کے علاوہ (مثلاً نصف مصلّی وغیرہ) پر رکھنا ❁ پیٹھ، کوہان نُما رکھنا ❁ غفلت و سستی کی وجہ سے یا ٹوپی کے خیال سے پوری طرح نہ جھکنا ❁ گھٹنوں کے بجائے اس سے اوپر کا حصہ پکڑنا ❁ ہاتھ کو دائیں بائیں کر دینا (اس وقت کہنیوں میں خم رہتا ہے) ❁ گھٹنے آگے کی طرف خم دیکر رکھنا ❁ کہنیوں میں خم رکھنا ❁ بازوؤں کو پسلیوں سے جدا نہ رکھنا ❁ دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے مقابل نہ رکھنا ❁ دونوں پاؤں میں فاصلہ زیادہ رکھنا ❁ پورے جسم کو آہستہ آہستہ حرکت دیتے رہنا (سبق یاد کرنے کے انداز میں) ❁ سر والا حصہ پچھلے حصہ کی سیدھ میں نہ رکھنا۔

قومہ

تسبیح اطمینان سے پوری کر لینے کے بعد امام و منفرد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور اتنی دیر کھڑے رہیں کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پکڑ لے یہ واجب ہے اور اسے طمانینت کہتے ہیں، اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے اور منفرد دونوں کہے، نگاہ قیام کی طرح سجدہ گاہ پر رہے۔

فائدہ: امام بھی تحمید پڑھ سکتا ہے اس سے خود اس کی اور مقتدی حضرات کی کما حقہٗ طمانینت ادا ہو جائیگی۔ (از قومہ جلسہ میں اطمینان کا وجوب، مؤلفہ مولانا فضل الرحمٰن اعظمی)

قومہ سے متعلق قابل پرہیز چیزیں

❁ نظر سجدہ گاہ کے علاوہ دوسری جگہ پر رکھنا ❁ پورا کھڑا نہ ہونا بلکہ کھڑے ہونے کا

صرف اشارہ کر دینا ❁ ناواقفوں کی طرح کھڑے ہوئے بغیر سیدھے سجدے میں چلے جانا (اس صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے) ❁ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ یا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کا جلد بازی میں اپنی جگہ پر نہ کہنا بلکہ جھکنے کی حالت میں کہنا ❁ امام کا سر اٹھا لینے کے بعد تسمیع شروع کرنا ❁ امام کا سمع اللہ کہنے کے بعد متصلاً بلا فصل کے اللہ اکبر کہنا ❁ مقتدی کا امام سے پہلے دوسرے رکن میں چلا جانا۔

مسئلہ:- کسی عورت کی آستین ہی چھوٹی ہے، یا بٹن والی آستین تھی اور نماز کے وقت بٹن بند کرنا یا وضو کے بعد اُتارنا بھول گئی تو اگر کلائی چوتھے حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ ایک رکن (مثلاً رکوع) کے بقدر کھلی رہی تو نماز نہیں ہوگی، اس میں کافی غفلت پائی جاتی ہے اس لئے خیال رکھنا چاہئے۔

سجدہ کرنے کا طریقہ

پھر تکبیر کہتے ہوئے اس طرح سجدہ میں جائیں کہ اوپر کا دھڑ سیدھا رکھتے ہوئے گھٹنے زمین پر ٹیک دیں، پھر ہاتھ (اس وقت اوپر کا دھڑ جھکے گا) پھر ناک پھر پیشانی زمین پر رکھیں، ناک اخیر تک زمین پر اس طرح دبا کر رکھیں، کہ سخت حصہ بھی لگ جائے، سر اور چہرہ ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ رکھیں بازو پہلو سے اور پیٹ رانوں سے علیحدہ رہے، لیکن بازو جماعت کے وقت اتنے نہ پھیلائیں کہ پاس والے کو تکلیف ہو کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھیں، کمر سیدھی رہے اور پیٹ زمین سے اتنا اٹھا رہے کہ بکری کا چھوٹا بچہ گزر سکے پاؤں اس طرح کھڑے رکھیں، کہ انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں خصوصاً دوسرے سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنے کا اہتمام رکھیں (کیونکہ اس میں بہت غفلت ہوتی ہے) اور دونوں قدم کے درمیان اتنا فاصلہ رہے جتنا کہ قیام کی حالت میں رہتا ہے (احسن الفتاویٰ ص ۴۹ ج ۳ و مستفاد از امداد الاحکام ص ۹۲ ج ۲)

اب نگاہ ناک پر جما دیجئے اور نہایت عاجزی اور دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عظمت و کبریائی کے تصور کے ساتھ طاق مرتبہ سجدہ کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا عالی شان پروردگار) پڑھیے اور قربِ الٰہی کا لطف اٹھایئے۔

عورت: اسکے اعضاء رکھنے کی ترتیب مرد کی طرح ہے البتہ اوپر کا دھڑ شروع سے جھکا سکتی ہے پیٹ رانوں سے اور بازو پہلو سے چمٹائے رکھے کہنیاں زمین پر بچھادے اور سرین پر بیٹھ کر پاؤں داہنی طرف اس طرح نکالے کہ انگلیاں قبلہ کی جانب رہیں۔ (پاؤں کھڑے نہ کرے) پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے (انگلیاں خوب ملا کر رکھے) پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان پہلے ناک پھر پیشانی رکھے۔ پیٹ رانوں سے اور پہلو بازو سے ملا کر رکھے۔ اور بازو زمین پر بچھادے، غرض کہ خوب سمٹ کر سجدہ کرے۔

تنبیہ: بعض عورتیں عموماً بلا عذر پہلے سرین رکھ کر بیٹھ جاتی ہیں پھر گھٹنے رکھتی ہیں، یہ مسنون طریقے کے خلاف ہے۔ اس لئے پہلے گھٹنے رکھیں۔ (کذا فی بہشتی زیور)

پھر حصول ستر کی ضرورت کی وجہ سے سرین سے سہارا لیتے ہوئے الخ سجدہ کریں، کیوں کہ "اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ" "اُمِرْنَا بِوَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ" "اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِرُكْبَتَيْهِ" وغیرہ احادیث سے اگرچہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ رکبتین، یدین کے مقابلہ میں پہلے رکھے جائیں، لیکن اشارۃً یہ مفہوم ہوتا ہے کہ سجدے کے ارادہ کے وقت زمین پر سب سے پہلے بلافصل پڑنے والا عضو گھٹنا ہونا چاہیے، نہ کہ کوئی اور عضو، ظاہر ہے کہ اس حکم میں عورت بھی شامل ہوگی کیوں کہ فقہاء میں سے کسی نے بھی بیانِ فرق کے ذیل میں اس فرق کو "عورت بوقت سجدہ اولاً سرین رکھے پھر گھٹنے رکھے" بیان نہیں فرمایا ہے۔ لہٰذا عورت بھی مرد کی طرح مذکورہ ترتیب کے مطابق سجدہ کرے۔

فائدہ: حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ایسے وقت پہنچے کہ امام سجدہ میں ہے تو اسے امام کے کھڑے ہونے کا انتظار کئے بغیر سجدہ میں شریک ہو جانا چاہئے اس شرکت پر اجر و ثواب کے ساتھ بقولِ بعض محدثین اس کی مغفرت کی امید ہے، اسی طرح اگر امام قعدۂ اولیٰ میں

ہوتو بھی شریک ہوجانا چاہئے (اس میں بھی کافی غفلت پائی جاتی ہے)۔
تصور: سجدہ کے وقت یہ ہو کہ میں اپنی ذلت کی پیشانی ربِ اعلیٰ کی عزت کے قدموں پر رکھتا ہوں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ان الساجد یسجد علی قدمی الرحمن کہ سجدہ کرنے والا رحمٰن کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

حکمت: رکوع سے سجدہ کی طرف انتقال میں قرب میں ترقی کی طرف اشارہ ہے کہ دور ہی (قیام اور رکوع) سے اس قدر فوائد (معافی، نورانیت اور قرب وغیرہ) حاصل ہو رہے ہیں تو اور زیادہ نزدیکی یعنی سرِ نیاز اور جبینِ عقیدت رحمٰن کے قدموں پر نچھاور کردینے سے کیا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

سجدہ سے متعلق قابلِ پرہیز چیزیں

❁ دھیان اور توجہ نہ رکھنا ❁ گھٹنے زمین پر رکھنے سے پہلے اوپر کا دھڑ جھکا دینا ❁ بلا عذر پہلے ہاتھ پھر گھٹنے رکھنا ❁ گرنے کے انداز سے ہاتھ رکھنا ❁ ہاتھ نصف مصلیٰ پر ٹیک دینا پھر گھسیٹتے ہوئے آگے کی طرف لے جانا ❁ ازار یا لنگی سمیٹتے ہوئے سجدے میں جانا ❁ گھٹنے رکھنے سے پہلے ہلکا سا وقفہ کرنا ❁ ناک رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا ❁ ناک کو زمین سے نہ لگنے دینا یا ناک رکھ کر پھر اٹھالینا ❁ نگاہ ناک پر نہ رکھنا ❁ خواہ مخواہ آنکھیں بند کر لینا ❁ زانوؤں میں فاصلہ زیادہ رکھنا کہ پیٹھ دبی ہوئی رہے ❁ سر اور گھٹنوں کے درمیان ضرورت سے زیادہ فاصلہ رکھنا کہ پیٹھ میں خم آجائے ❁ قدم کی انگلیاں قبلہ رخ نہ رکھنا ❁ دونوں قدم یا ایک قدم زمین سے نہ لگانا۔
مسئلہ:- اگر پورے سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہوجائیگی (از فتاویٰ دار العلوم اول و دوم، قدیم) مسبوق کا (اگر امام سجدہ میں ہو) سجدہ میں شریک نہ ہونا ❁ قدموں کو حرکت دیتے رہنا ❁ دونوں پاؤں کو آگے پیچھے رکھنا ❁ یا اس طرح ٹیڑھے رکھنا جیسے گھسیٹنے کے وقت رہتے ہیں ❁ سکون سے سجدہ نہ کرنا بلکہ کبھی سر کبھی کمر کبھی

سرین اور کبھی ہاتھوں کو حرکت دیتے رہنا ❁ سر والا حصہ پچھلے حصہ کی سیدھ میں نہ رکھنا ❁ ایک کندھے کو نیچا کر لینا ❁ کندھے اتنے چڑھا لینا کہ کان سے لگ جائیں ❁ کلائیاں زمین پر بچھا لینا (یہ مکروہ تحریمی ہے) ❁ ہاتھ اس طرح رکھنا کہ ہتھیلی اٹھی رہے ❁ ہاتھ پیشانی کے مقابل یا کندھے کے مقابل رکھنا ❁ انگلیاں کھلی رکھنا یا قبلہ رخ نہ رکھنا ❁ کہنیاں دائیں بائیں رخ کر لینا ❁ کہنیاں جماعت کے وقت اتنی پھیلانا کہ پاس والے کو تکلیف ہو ❁ کہنیاں رانوں سے ٹیک دینا ❁ پیٹ رانوں سے ملا لینا ❁ اکیلے نماز پڑھتے وقت بازو پہلو سے ملا دینا ❁ تسبیح پڑھتے وقت تیز سیٹی جیسی آواز نکالنا ❁ اطمینان سے سجدہ نہ کرنا بلکہ ٹکّر مارنے کے انداز میں جلدی جلدی سجدہ کرنا ❁ جلد بازی میں آخری تسبیح اٹھنے کی حالت میں پڑھنا۔

جلسہ کا طریقہ

پھر تکبیر کہتے ہوئے پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھا کر اطمینان سے بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں حتی الامکان اس پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھیں اور داہنا پاؤں انگلیوں کے بل اس طرح کھڑا رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں، دونوں ہاتھ زانوؤں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں، انگلیاں اپنی حالت پر رہنے دیں نہ بالارادہ کھولیں نہ بند کریں لیکن رکھیں قبلہ رخ ہی، نگاہ گود پر رہے باقی اعضاء سر، کندھے اور سینہ سب سیدھے رہیں، اتنی دیر بیٹھیں کہ کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں، اور اس وقت رب اغفرلی پڑھنا فرضوں میں بھی مستحب ہے تا کہ طمانینت ادا ہو جائے۔ (شامی ۳۴۰ مطبوعہ نعمانیہ)

نوٹ: یہ مستحب متروک ہے مناسب ہوگا کہ معلّمین اپنے ماتحتوں کو اس کی طرف متوجہ کریں تا کہ ترکِ واجب سے حفاظت ہو۔

عورت: بائیں کولہے پر اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لیوے اور

داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر رکھ لے، دونوں ہاتھ ران پر رکھ لے، اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے جن کے سرے گھٹنوں تک رہیں۔

نوٹ: التحیات کے وقت قعدہ بھی اسی کیفیت کے مطابق کریں۔

جلسہ سے متعلق قابلِ پرہیز چیزیں

❁ نگاہ گود میں نہ رکھنا بلکہ سامنے یا ادھر اُدھر لے جانا ❁ سر پورا یا تھوڑا اٹھا کر دوسرے سجدے میں چلے جانا۔

مسئلہ:- اگر اتنا سر اٹھایا کہ سجدہ کے قریب ہے تو نماز ہی نہ ہوگی اور اگر بیٹھنے کے قریب ہے یا بیٹھا لیکن اطمینان سے نہیں بیٹھا اور تعدیل ادا نہیں ہوئی تو نماز واجب الاعادہ ہے (اس میں کافی غفلت پائی جاتی ہے بعض لوگ اس طرح بیٹھتے ہیں جیسے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو) ❁ پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا ❁ بلا عذر داہنا پاؤں بچھا کر بیٹھنا ❁ دونوں قدم ایک دوسرے پر چڑھا کر بیٹھنا ❁ داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ نہ کرنا بلکہ یا تو سیدھی کھڑی رکھنا یا اس پاؤں کو دائیں بائیں رخ رکھنا یا انگلیوں کی پشت زمین سے لگا دینا ❁ غفلت وسستی کی وجہ سے کمر جھکا کر بیٹھنا ❁ انگلیاں گھٹنوں پر لٹکی رکھنا یا گھٹنوں کو پکڑ لینا یا ران پر رکھنا ❁ سر دائیں یا بائیں طرف جھکا ہوا رکھنا اسی طرح نیچے کی طرف بہت زیادہ جھکائے رکھنا ❁ کندھے چڑھا کر بیٹھنا ❁ اوپر کا دھڑ آگے کی جانب یا پیچھے کی جانب (ٹیک لگانے کے انداز میں) جھکا ہوا رکھنا ❁ سیدھے توازن کے ساتھ نہ بیٹھنا بلکہ کسی ایک طرف مائل ہو کر بیٹھنا۔

نوٹ: دوسرے سجدے کا طریقہ بعینہٖ پہلے سجدہ جیسا ہے لہٰذا اس میں بھی وہی ترتیب، تصور اور قابلِ پرہیز چیزوں کا خیال رکھا جائے۔

دوسری رکعت کا قیام

دوسرے سجدہ سے فارغ ہوتے ہی تکبیر کہتے ہوئے پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھا کر پنجوں کے بل زمین سے سہارا لئے بغیر دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے ہوئے سیدھے

کھڑے ہوجائیں، اور پہلی رکعت کی طرح ہاتھ باندھ کر قرارت، رکوع، قومہ، سجدتین اور جلسہ وغیرہ کریں، انہیں تصورات وکیفیات کے ساتھ جن کی تفصیل پہلی رکعت کے بیان میں گزری، البتہ ثنا اور اعوذ باللہ پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہے، اسلئے باقی رکعات میں بسم اللہ آہستہ پڑھ کر قرارت شروع کردیں۔

دوسری رکعت کیلئے قیام سے متعلق قابلِ پرہیز چیزیں

❁ اٹھتے وقت پہلے (بچوں کی طرح) قدم اونچے کردینا ❁ ہاتھ اٹھانے سے پہلے گھٹنے اٹھادینا ❁ ایک یا دونوں ہاتھ سے زمین کا سہارا لیکر اٹھنا ❁ پہلے ناک کے پھر پیشانی اٹھانا یا دونوں ایک ساتھ اٹھانا ❁ سر اٹھالینے کے بعد بلا عذر ہاتھوں پر تھوڑی دیر ٹیک لگائے رہنا، پھر کھڑا ہونا ❁ کھڑے ہوتے وقت یا کھڑے ہونے کے بعد دونوں ہاتھ سے کپڑے ٹھیک کرنا خصوصاً کرتے کا پچھلا حصہ (اگر ضرورت ہو تو ایک ہاتھ استعمال کرنے میں حرج نہیں) ❁ اٹھتے وقت راستہ ہی میں قرارت شروع کردینا۔

قعدۂ اولیٰ واخیرہ

دوسری رکعت کے سجدے سے فراغت کے بعد تکبیر کہتے ہوئے پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھا کر اسی طرح بیٹھ جائیں جیسے کہ جلسہ کے بیان میں گزرا، پھر نگاہ گود میں رکھتے ہوئے التحیات پڑھیں اور جب أَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنالیں اور چھوٹی انگلی اور اسکے پاس والی انگلی بند کرلیں اور لا الہ پر شہادت کی انگلی اٹھا کر اس طرح اشارہ کریں کہ وہ قبلہ کی طرف ہوجائے اور الا اللہ پر جھکا دیں لیکن حلقہ اخیر تک رہنے دیں اب اگر دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے بعد درود ابراہیمی اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیں، اور اگر دو سے زیادہ رکعت والی نماز ہے تو التحیات سے فارغ ہوتے

ہی کھڑے ہو جائیں اور باقی رکعتیں نہایت اطمینان اور توجہ سے پوری کر کے قعدۂ اولی کی طرح قعدۂ ثانیہ میں بیٹھ جائیں اور التحیات، درود، اور دعا سے فارغ ہو کر سلام پھیر دیں۔
مسئلہ:- فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور وتر اور سنت ونفل کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت بھی پڑھنا واجب ہے۔ (عامۃ الکتب)
مسئلہ:- اگر کوئی قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے ختم ہونے کے بعد اللھم صلّ علیٰ محمد تک پڑھ لے، یا اتنی مقدار کچھ اور پڑھا، یا چپ رہا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (مستفاد از دُر و شامی ص ۳۷۷)
تصور: قعدہ کے وقت یہ ہو کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری کی سعادت کے بعد اب اس کے حضور بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے (یا قعدۂ اخیرہ میں خاص طور سے کہ دربارِ شاہی سے رخصت ہونے کا موقع ہے) لہٰذا اس کی جناب میں ہر قسم کی عبادت کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اپنے نبی ﷺ اور اولیاءِ کرام پر سلام پیش کر رہا ہے۔

تاثیرِ اشارہ

حدیث میں ہے کہ یہ اشارہ شیطان پر تیز تلوار سے بھی زیادہ سخت ہے، (مشکوٰۃ شریف) کیونکہ اشارہ کے ذریعہ کفر و شرک سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے خدا کی وحدانیت کا اظہار مقصود ہے۔

حکمتِ درود

ساری کائنات ہر قسم کے انعامات اور اپنی ہدایت بالخصوص ربِ حقیقی کے ساتھ راز و نیاز کی یہ سعادت کا ذریعہ اور واسطہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے اس لئے بے اختیار اپنے محسنِ اعظم پر درود و سلام کا تحفہ پیش کر رہا ہے۔

حکمتِ دعاءِ مغفرت

نماز کے عظیم عمل اور اس میں حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کا حق ادا نہ ہو سکا اور

کوتاہی رہ گئی ہے، اس احساس سے یہ دعاءِ مغفرت پڑھتا ہے جیسا کہ دنیا میں کسی محترم شخصیت کی پوری خدمت کے باوجود آخر میں معذرت کی جاتی ہے کہ تکلیف معاف کرنا۔

قعدہ سے متعلق قابلِ پرہیز چیزیں

تقریباً وہی ہیں جو جلسہ کے ذیل میں گزریں ❁ سستی وغفلت کی وجہ سے کمر جھکا کر بیٹھنا ❁ توجہ کے ساتھ قعدہ کا وظیفہ نہ پڑھنا ❁ اشارہ کے وقت انگلی کو آسمان کی طرف کر لینا ❁ الا اللہ پر پہنچنے سے پہلے انگلی جھکا دینا ❁ حلقہ کھول دینا ❁ سر کبھی اونچا کبھی نیچا کرتے رہنا ❁ ایک ہی حال پر سکون سے نہ بیٹھنا بلکہ بار بار اونچے نیچے ہوتے رہنا جیسے کہ بیٹھنے میں پریشانی ہو رہی ہو ❁ کہنیاں دائیں بائیں پھیلا کر بیٹھنا ❁ کپڑے سے کھیلنا یا کپڑے ٹھیک کرنا ❁ نگاہ ادھر ادھر لے جانا ❁ قعدۂ اولیٰ میں التحیات کا آخری حصہ کھڑے ہوتے وقت راستہ میں پورا کرنا۔

مسئلہ:- قعدہ میں امام اپنا تشہد پورا کر کے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدی کا تشہد پورا نہ ہوا ہو تو مقتدی اپنا تشہد پورا کرنے کے بعد کھڑا ہو، اگر چہ امام کے ساتھ تیسری رکعت کے فوت ہو جانے کا خوف ہو، یہی حکم اس مقتدی کا ہے جو امام کے ساتھ قعدۂ اولیٰ یا قعدۂ اخیرہ میں شریک ہوا ہو، تشہد پورا کئے بغیر کھڑا ہو جانا مکروہِ تحریمی ہے (عمدۃ الفقہ ص ۲۱۶ ج ۲ مستفاد از شامی ص ۴۹۶ و ص ۳۷۷) ❁ مسبوق کا امام کے ساتھ قعدۂ اولیٰ میں شریک نہ ہونا بلکہ اس کے کھڑے ہونے کا انتظار کرنا۔

سلام پھیرنے کا طریقہ

پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف اتنا منھ پھیریں کہ پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کو رخسار نظر آئے اور دونوں سلام کے وقت نگاہ کندھے پر رکھیں، امام اور مقتدی دونوں سلام میں تمام مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کریں اور مقتدی

جس طرف امام ہو اس سلام میں امام کی بھی نیت کرے، اور اگر امام کے پیچھے اس کی سیدھ میں کھڑا ہو تو دونوں سلام میں امام کی نیت کرے، منفرد صرف فرشتوں کی نیت کرے، امام دوسرے سلام میں پہلے سلام کے مقابلے میں آواز پست رکھے (شامی) نیز سلام مختصر انداز سے کرے یعنی جلدی سے کہہ کر فارغ ہو جائے، زیادہ طویل انداز میں نہ کہے، تاکہ کوئی مقتدی امام سے پہلے سلام نہ پھیر لے، جو متابعتِ امام کے خلاف ہے۔

حکمتِ سلام

چونکہ نمازی ابھی تک اپنے خالق کے ساتھ مشغول تھا اور لوگوں سے غائب تھا گویا اب لوگوں کے درمیان حاضر ہوا ہے اسلئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے۔

مسئلہ:- مختار یہ ہے کہ امام جب داہنی طرف سلام پھیر چکے تب مقتدی داہنی طرف سلام پھیرے اسی طرح امام بائیں طرف کے سلام سے فارغ ہو جائے تب مقتدی بائیں طرف سلام پھیرے۔ (از عمدۃ الفقہ ص۱۱۲ ج ۲)

سلام سے متعلق قابلِ پرہیز چیزیں

❁ قاعدے کے مطابق سلام نہ پھیرنا بلکہ تھوڑا سا منہ پھیر کر اشارہ کر دینا ❁ منہ پھیرنے میں زیادہ مبالغہ کرنا کہ سینہ بھی پھر جائے ❁ جس طرف منہ پھیرے اسی طرف دیر تک دیکھتے رہنا ❁ ضرب لگانے کے انداز میں سلام پھیرنا ❁ پہلے سر کو نیچے کی طرف جھکا لینا پھر منہ پھیرنا ❁ نگاہ کندھوں پر نہ رکھنا بلکہ دیوار یا بقیہ نماز پوری کرنے والوں کو دیکھتے رہنا ❁ نگاہ کندھے پر ڈالنے کے لئے کندھے کو اونچا یا نیچا کر لینا ❁ السّلامُ میں ضرورت سے زیادہ مد کرنا ❁ بغیر الف لام کے سلامُ علیکم کہنا۔

خطرناک لاپرواہی

''قابلِ پرہیز چیزیں'' کے عناوین کے ماتحت جو صورتیں مذکور ہوئیں ان سے یہ نتیجہ

اخذ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ ہم دانستہ نادانستہ کتنی سنن و مستحبات سے محروم ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر ترکِ سنن و مستحبات کو مستلزم ہیں۔ تو یہ کس قدر افسوس ناک بات ہوگی کہ اپنے محبوب آقا ﷺ کی پیاری اداؤں کو اپنے ہاتھوں دفن کرنے کا سلسلہ ہم نماز جیسی عبادت کے وقت بھی نہ روک سکے۔ حالانکہ نماز کا کمال اور ہر طرح کی کامیابی اور ترقی کا راز اتباعِ سنت میں مضمر ہے آخر ملاقات پر کیا جواب ہوگا؟ کیا کوئی تاویل اور عذر تیار ہے؟ یہ بڑی فکر کی بات ہوگی کہ کہیں ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں نہ ہوجائے، جنہیں دھکّے دے کر بھگا یا جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنَا مِنْھُمْ (آمین)

فرائض کے بعد پڑھنے کی مسنون دعائیں اور اذکار

(۱) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تین مرتبہ "میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں"

(۲) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ.

"اے اللہ تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے، تیری ذات بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزّت و اکرام والے"۔

(۳) لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

بعض روایات میں "یُحیِی وَیُمِیتُ" کے الفاظ نہیں ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں اسی کیلئے سارا ملک ہے، اسی کے لئے سب تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں، اور ہر چیز پر قادر ہے"۔

(۴) اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَامَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (مشکوٰۃ: ص:۸۸، عن الصحیحین) "اے اللہ! جو تو عطا فرمائے کوئی اسکا روکنے والا نہیں اور جو تو روک دے اسکا کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت

تیرے مقابلہ میں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"

(۵) اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (مشکوٰۃ شریف ص۸۸)

"اے اللہ! تو اپنا ذکر کرنے اور شکر کرنے پر اور بہترین عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔"

(۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ واَعوذُبِكَ مِنَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْدُّنْیا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. "اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، اور پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نکمی عمر کو پہنچوں، اور دنیا اور عذابِ قبر کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں"۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) رَبِّ قِنِي عذابَك یومَ تَبْعثُ عبادَكَ. "اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے، مجھے عذاب سے بچانا"۔ (مسلم شریف)

(۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْئَلُكَ فِعْلَ الخیراتِ وَ تَرْكَ الْمُنکَراتِ وَ حُبَّ المساکینِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعبادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنی اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُون. "یا اللہ! میں تجھ سے بھلائیاں کرنے اور برائیاں چھوڑنے اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق اور مدد مانگتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو فتنے اور آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھ کو فتنے سے بچا کر اپنے پاس اٹھا لے"۔ (مشکوٰۃ الفصل الثانی)

(۹) اور نمازِ فجر کے بعد: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْماً نَافِعاً وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً وَ رِزْقاً طَیِّبًا. "اے اللہ میں تجھ سے علمِ نافع اور مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں"

(مشکوٰۃ عن احمد وابنِ ماجه والبیهقی)

(۱۰) اسی طرح آیۃ الکرسی، سورۂ فلق، سورۂ ناس، اور تسبیحِ فاطمی ہر نماز کے بعد پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۱) اور نمازِ فجر و مغرب کے بعد (نماز ہی کے انداز میں بیٹھ کر) پاؤں موڑنے سے پہلے دس دس مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھیں اور سات سات مرتبہ بات کرنے سے پہلے: اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ پڑھیں "اے اللہ مجھے جہنّم کی آگ سے بچائیو" (مشکوٰۃ شریف ص۲۱۰)

نوٹ: ہر دعا عاجزی، حضورِ قلب، استحضارِ معنی اور قبولیتِ دعا کے یقین کے ساتھ ہونی چاہئے اور مسنون دعاؤں میں خاص طور سے یہ تصوّر بھی رکھیں کہ یہ دعائیں ہمارے پیارے آقا ﷺ کی زبانِ مبارک سے صادر شدہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انکی تعلیم دی ہے، لہٰذا انکی قبولیت میں کیا شبہ رہ سکتا ہے؟ کہ عرضی قبول کرنے والے نے خود عرضی کا مضمون سکھایا ہے۔

سلام کے بعد متّصلاً دعا سے متعلق کچھ ضروری وضاحتیں

(۱) فرض نماز کے سلام کے بعد دعا صحیح احادیث سے ثابت ہے بلکہ بعض احادیث سے قبولیت کی گھڑی ہونا معلوم ہوتا ہے اسلئے دعا ضرور مانگنی چاہئے۔

(۲) بعض نمازیوں کو دیکھا گیا کہ وہ سلام کے بعد دعا کے لئے امام کے ہاتھ اٹھانے کا انتظار کرتے ہیں اور امام ہاتھ اٹھاتا ہے تب ہی وہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، تو یہ بات ذہن میں رہے کہ دعا نماز کا جزء نہیں ہے کیونکہ سلام پھیرتے ہی امام اور مقتدی کا باہمی تعلق ختم ہو گیا ہے، لہٰذا اب دعا میں امام کی اتباع التزام کے ساتھ ضروری نہ سمجھی جائے، پس اگر کوئی انفرادی دعا کر لے اور دوسرے اعمال میں مشغول ہو جائے تو کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔

(۳) اسوقت دعا مانگنا افضل و مسنون ہے فرض نہیں، لہٰذا کبھی کبھار دعا نہ مانگنے والے کو برا نہ سمجھنا چاہئے۔

(۴) دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا دعا کا ایک ادب ہے، ہر دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں، دونوں طریقے جائز ہیں۔

(۵) دعا بلند آواز کے ساتھ مانگنا ضروری نہیں بلکہ آہستہ آواز سے مانگنی چاہئے یہی افضل ہے، جیسا کہ آیتِ کریمہ "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً" الآیۃ ۔ میں اسی کا صریح حکم ہے، اسی طرح احادیث سے بھی سرّی دعا کی افضلیت ثابت ہوتی ہے، حسن بصریؒ کا فرمان ہے "سرّی دعا جہری دعا کے مقابلہ میں ستّر گونہ فضیلت رکھتی ہے" ہاں ضرورت کے موقع پر اجتماعی دعا کے وقت بقدرِ ضرورت آواز بلند کرنے میں حرج نہیں، لیکن انداز نہایت متواضعانہ ہو۔

چند ضروری مسائل

مسبوق:۔ جسکو شروع سے امام کے ساتھ کل یا بعض رکعتیں نہ ملی ہوں اور امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد سے آخر تک شامل رہا ہو۔

مسئلہ:۔ مسبوق امام کے آخری قعدہ میں تشہد تو پڑھے گا لیکن تشہد کے بعد درود اور دعا نہ پڑھے بلکہ مختار یہ ہے کہ "اشھدُ انْ لا الہ الاّ اللّٰہ الخ"، بار بار پڑھتا رہے، اور صحیح یہ ہے کہ تشہد ایسا آہستہ پڑھے کہ امام کے سلام کے قریب فارغ ہو۔ (درمختار مع شامی ص ۳۲۳ عمدۃ الفقہ ص ۳۴۴ ج ۲)

مسئلہ: جب امام نماز کا سلام پھیرے تو مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں، اگر قصداً سلام پھیریگا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی، اور اگر قصداً نہیں پھیرا بلکہ بھول سے پھیرا تو نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن اب یہ دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا سلام امام کے سلام سے پہلے یا بالکل ساتھ تھا تو اسپر سجدۂ سہو نہیں ہے (لیکن ایسا ہونا بہت نادر ہے) اور اگر مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بھی بعد ہوا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے (یہی صورت عام طور سے پیش آتی ہے) لہٰذا مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۷۳ مستفاد عن الشامی ص ۵۴۹)

مسئلہ: اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہوا ہو، اور وہ سجدۂ سہو میں جانے کے لئے سلام پھیرے تو اس وقت مسبوق کو امام کے سجدۂ سہو کے وقت امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ امام کے سلام پھیرتے وقت بدستور قعدہ میں بیٹھا رہے پھر امام کے ساتھ سجدہ میں جائے اور نماز کے ختم کرنے کے بعد اپنی نماز پوری کرے (عمدۃ الفقہ) اور اگر امام کے ساتھ قصداً (یعنی اپنا مسبوق ہونا یاد ہوتے ہوئے) سلام پھیر دیا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول سے سلام پھیرا ہے تو اسکی نماز فاسد نہیں ہوگی اور سجدۂ سہو بھی لازم نہیں ہوگا۔

(شامی، احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۴)

مسئلہ: اگر اپنا مسبوق ہونا تو یاد تھا لیکن یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ مسبوق کو سلام سہو میں اتباع نہیں کرنی چاہیے اسلئے مسبوق نے امام کے ساتھ سہو کا سلام پھیر دیا تو بھی اسکی نماز فاسد

ہوجائے گی اور یہ قصداً سلام پھیرنا کہلائیگا (کیونکہ جہالت عذر نہیں ہے) (کبیری ص ۴۳۸، بحر، ص ۴۰۱، بدائع الصنائع ۱۷۶)

مسبوق اپنی بقیہ نماز اس طرح پوری کرے

مسئلہ: (۱) اگر کسی کو چار رکعت والی نماز میں امام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہے تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر ثنا، تعوذ، بسم اللہ، سورۂ فاتحہ اور سورت، رکوع و سجدہ سے فارغ ہوکر قعدہ کرے جس میں صرف تشہد پڑھ کر کھڑا ہوجائے (یہ اسکی دوسری رکعت پوری ہوئی) اور سورۂ فاتحہ، سورت، رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر قعدہ کئے بغیر سیدھا کھڑا ہوجائے (یہ تیسری رکعت ہوئی) اور اسمیں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور رکوع سجدے کے بعد قعدۂ اخیرہ کر کے سلام پھیر دے۔

(۲) اور اگر امام کے ساتھ دو رکعتیں ملی ہیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعتیں (جن میں سے پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، پڑھتے ہوئے) قرارت کے ساتھ پڑھنے کے بعد قعدۂ اخیرہ کر کے سلام پھیر دے، درمیان میں قعدہ نہ کرے۔

(۳) اور اگر تین رکعت والی نماز میں امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوکر ثنا، تعوذ، بسم اللہ، قرارت اور رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر قعدہ کرے اور صرف تشہد پڑھ کر کھڑا ہوجائے جس میں سورۂ فاتحہ، سورت اور رکوع و سجدہ سے فارغ ہوکر قعدۂ اخیرہ کر کے سلام پھیر دے۔ (مستفاد از دُر، ص ۴۴۱، اور آپکے مسائل اور ان کا حل)

لاحق: جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدار کی، مگر اس کے بعد کسی (مثلاً سوجانے کی) وجہ سے ایک یا زائد رکعتیں فوت ہوگئیں ہوں۔

مسئلہ: جب مقیم شخص مسافر کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہو تو وہ صرف لاحق ہے، لہٰذا اپنی بقیہ دو رکعتیں بغیر قرارت (خاموش کھڑا رہ) کے پڑھے۔ اس کا قرارت کرنا مکروہ ہے۔ کیوں کہ یہ حکماً مقتدی ہے اور مقتدی کا قرارت کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ

محمودیہ،ص:۳۱۱،ج:۱۶،بحوالہ بحر وکذا فی حلبی کبیر،ص:۴۶۷)

اور اگر مقیم دوسری رکعت میں شریک ہو تو وہ صرف مسبوق ہے۔ لہٰذا یہ شخص امام کے سلام پھیر لینے کے بعد پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر قعدہ کرے، اور پھر دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھے، اور ان دو رکعتوں کے درمیان قعدہ نہ کرے اور اگر مقیم قعدۂ اخیرہ میں شریک ہو تو بھی وہ مسبوق ہے، لہٰذا وہ پہلی دو رکعتیں فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھے اور بقیہ صرف فاتحہ کے ساتھ پڑھے۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ:۵/۵۱۶)

مسئلہ: اگر کسی کو رکعت کی تعداد کے بارے میں شک ہو جائے، تو اگر اسے زندگی میں پہلی بار شک پیش آیا ہے تو نماز کو لوٹانا واجب ہے، اور اگر شک پیش آتا رہتا ہے تو تحری (غور وفکر) کرلے اور جتنی رکعات ہونے کا غالب گمان ہو، اسی کے مطابق نماز پوری کرلے اور اگر کسی ایک جانب غالب گمان نہ ہو تو بنا علی الاقل (کمی کی جانب کو اختیار) کرے مثلاً دو اور تین میں شک ہو تو دو ہی شمار کرے اور اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین شمار کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرتے ہوئے نماز پوری کرلے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر اس رکعت میں قعدہ کرے جس کے بارے میں آخری رکعت ہونے کا گمان ہو۔ (علم الفقہ ج ۲ ودُر ص ۵۵۷)

مسئلہ: واجب کے ترک پر جماعت کے ساتھ نماز کا اعادہ کیا جائے تو مسبوق اپنی نماز پوری کرلے اور اعادہ والی نماز میں اپنی نماز پوری کر کے شریک ہو۔ (کفایت المفتی ص ۱۴۴ ج ۳)

مسئلہ: اگر کوئی شخص فرض یا واجب نماز کے قعدۂ اولیٰ میں بیٹھنا بھول گیا ہے پس اگر یہ شخص امام یا منفرد ہے تو جب تک بیٹھنے کے قریب ہے (گھٹنے سیدھے کھڑے نہ ہوئے ہوں) تو اس پر واجب ہے کہ قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور تشہد پڑھے اس صورت میں سجدۂ سہو نہ ہوگا اور اگر کھڑے ہونے کے قریب ہو گیا ہے (گھٹنے سیدھے ہو گئے ہوں) تو اب نہ لوٹے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے، اور اگر لوٹ گیا ہے تو بعض کا کہنا ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز ادا ہو جائیگی، البتہ ایسا کرنے سے گنہگار رہوگا۔ (مستفاد از دُر ص ۵۵۰)

اور اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا اور امام بیٹھا ہوا ہے تو مقتدی کو لازم ہے کہ لوٹ

آئے اور تشہد پڑھے اگر چہ اس کو ڈر ہو کہ تشہد پورا کرنے میں اسکو امام کے ساتھ تیسری رکعت نہ ملے گی۔ (مستفاد از درس ۵۵۱ و عمدۃ الفقہ)

مسئلہ: اگر کوئی نفل وسنت نماز میں قعدۂ اولیٰ میں بھول کر کھڑا ہو گیا ہے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کرے تب تک یاد آنے پر بیٹھ جائے، اور اگر سجدہ میں چلا گیا ہے تو چار رکعت پوری کرلے اور دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (از درس ۵۵۵)

مسئلہ: اگر کوئی شخص چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا ہے تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا، تو بیٹھ جائے اور التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تب بھی پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جس وقت بھی یاد آجائے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو، تو اگر چاہے تو پانچویں رکعت پر سلام پھیر دے، پس چار رکعت نفل ہو گئی اور ایک رکعت بیکار گئی، اور اگر چاہے تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت پوری کرلے اور سجدۂ سہو نہ کرے (یہی اصح ہے) اور یہ چھ رکعت نفل ہو گئی اور فرض نماز پھر سے پڑھے۔ (چھ رکعت پوری کرلینا بہتر ہے) (مستفاد از دُر و احسن الفتاوی ص ۳۳ ج ۴)

مسئلہ: اور اگر چوتھی رکعت میں بیٹھا اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے جب بھی یاد آجائے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر اسیوقت سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے پھر التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہے، تب یاد آئے تو ایک رکعت اور ملا کر چھ پوری کرلے اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرے، چار فرض ہو گئی اور دو نفل ہو جائے گی، اور اگر پانچویں پر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرلیا تب بھی فرض نماز ادا ہو گئی، لیکن اس نے برا کیا کیونکہ یہ مسنون طریقہ پر ادا نہیں ہوئی اور ایک بیکار گئی۔ (عمدۃ الفقہ، احسن الفتاوی عن الشامی)

مسئلہ: مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اور دوسرے کے یاد دلانے اور بتلانے سے اٹھا اور خود اس کو بھی یاد آگیا ہے اور اسی بنا پر وہ اٹھا ہے تو ٹھیک ہے، آخر میں سجدۂ سہو

کر لے، نماز ہو جائے گی، اور اگر بتلانے اور یاد دلانے پر کھڑا تو ہو گیا ہے لیکن اپنی یاد سے کام نہیں لیا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، ایسی حالت میں یہی شکل اختیار کرنی چاہئے کہ بتلانے پر اپنی یادداشت پر زور ڈال کر اپنی رائے کی بنیاد پر اٹھے اور بقیہ نماز سجدۂ سہو کے ساتھ پوری کرے۔ (از مسائلِ نماز ص ۳۲۱، بحوالۂ فتاوی دار العلوم ج ۳)

مسئلہ: کسی پر سجدہ سہو واجب تھا مگر بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو یاد آتے ہی فوراً سجدہ کر لے پھر قاعدے کے مطابق قعدہ کر کے سلام پھیرے، اور اگر سہواً سلام پھیرنے کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لی یا کسی دوسرے ذکر و دعا میں لگ گیا بلکہ مسجد میں بیٹھے ہوئے سینہ قبلہ سے پھیر دیا تب بھی یاد آتے ہی سجدۂ سہو کر لے استحساناً۔ (شامی ص ۵۵۶) ہاں اگر سلام پھیر کر کوئی ایسا عمل کر لیا جو نماز کے منافی ہے مثلاً بات کر لی یا آواز سے ہنس پڑا یا وضو توڑ دیا یا مسجد سے نکل گیا تو اب سجدۂ سہو کا موقع نہ رہا اب نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (از چارسو اہم مسائل ص ۴۰)

مسئلہ: قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت قنوتِ وتر کی طرح شیخین کے نزدیک ہاتھ باندھنا مسنون ہے، یہی اولیٰ اور راجح ہے، اور اگر امامِ محمد کے قول کے مطابق ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں تو اس کی بھی گنجائش ہے، لہٰذا کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہ کرے۔ (عمدۃ الفقہ، کفایت المفتی ص ۴۱۹)

سنت ونوافل میں مشغول شخص اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی نفل میں مشغول ہو اور فرض نماز کی جماعت شروع ہو گئی تو مختار یہ ہے کہ اس کو نہ توڑے خواہ اس نے رکعتِ اولیٰ کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، اپنی دو رکعت پوری کر لے پھر جماعت میں شامل ہو۔ (مستفاد از بحر ص ۷۰، ج ۲ شامی ص ۵۲۷)

(۱) اگر ظہر یا جمعہ سے پہلے کی چار رکعت سنت مؤکدہ پڑھتا تھا اور ظہر کی جماعت یا خطبہ شروع ہو گیا تو صحیح راجح قول یہ ہے کہ مطلقاً چار رکعت پوری کر لے خواہ پہلی دو رکعت کے وقت کھڑی ہوئی ہو یا دوسری دو رکعت کے وقت، اور بعض کے نزدیک اگر پہلی دو رکعت پڑھنے کے وقت جماعت کھڑی ہوئی ہو تو دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دے اور جماعت

میں شریک ہو جائے پھر فرض کے بعد چار پوری پڑھے، امام ابو یوسفؒ سے یہی مروی ہے چنانچہ بعض نے اسی کو ترجیح دی ہے، اور اگر پچھلی دو رکعت کے وقت جماعت کھڑی ہوئی ہو تو خواہ تیسری رکعت میں ہو اور ابھی سجدہ نہ کیا ہو یا سجدہ کرلیا اور چوتھی میں ہو تو چاروں رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دے پھر جماعت میں شریک ہو جائے (دونوں صورتوں میں گنجائش ہے موقع محل کے مطابق جس پر چاہے عمل کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۳۷ ج ۲ مستفاد از بحر ص ۷۰ ج ۲)

(۲) اگر فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو جب تک تشہدّ ملنے کی امید ہے اس وقت تک سنتِ فجر پڑھ لے پھر جماعت میں شامل ہو، کیونکہ اس سنت کی حدیث میں زیادہ تاکید وارد ہے۔

لیکن ایسی حالت میں یہ سنت جماعت کی جگہ سے دور ہو کر پڑھے، جہاں جماعت ہو رہی ہے وہاں نہ پڑھے۔ سنتِ فجر کی اوّل رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی ظہر و جمعہ کی سنتیں پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو فرض کے بعد پڑھے، چاہے دو رکعت سنتوں سے پہلے یا بعد میں دونوں صحیح ہیں، لیکن صاحبِ فتح القدیر نے دو رکعت کی تقدیم کو ترجیح دی ہے۔ (بحر الرائق ص ۵۷ ج ۲)

بعض سنتوں کی قضا سنت ہے

سنتِ فجر فرض کے ساتھ قضا ہو جائے اور زوال سے پہلے پڑھے تو فرض کے تابع ہو کر اس کی بھی قضا کی جائے گی، اور زوال کے بعد فقط فرض کی قضا کی جائے، سنت کی نہیں۔ اور اگر کوئی صرف فجر کی سنت نہیں پڑھ سکا ہے تو اس کی قضا نہیں ہے، لیکن امامِ محمدؒ کے نزدیک سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے تک پڑھ لینا بہتر ہے۔

ظہر اور جمعہ کی پہلی سنتوں کو فرض کے بعد فرض کا وقت باقی رہنے تک پڑھ سکتا ہے، اس کے بعد نہیں، اگر پڑھے گا تو وہ مستقل نفل ہو جائے گی، ان کے علاوہ اور کسی سنت کی قضا نہیں ہے۔ (مستفاد از در و شامی ص ۵۳۰)

نوٹ: دورانِ سفر اطمینان کی حالت میں یعنی جلدی نہ ہو اور سنت پڑھنے کی گنجائش ہو، اسی طرح سواری یا ساتھیوں کے چھوٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو سنت مؤکدہ ترک نہ کرنی چاہئے۔ بعض لوگ اطمینان اور گنجائش کے باوجود ادا نہیں کرتے یہ ٹھیک نہیں، بحالتِ سفر آپ ﷺ نے سنتیں ادا فرمائی ہیں۔

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

کھڑے ہونے پر قادر شخص کو نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، اگرچہ بیٹھ کر پڑھنا بھی بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے والے کا ثواب آدھا ہوگا، فرض یا واجب بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے، سنتِ فجر کا بھی یہی حکم ہے۔

بیٹھنے کا طریقہ: افضل یہ ہے کہ ایسے ہی بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں، اگرچہ چار زانو بیٹھنا بھی جائز ہے۔

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا مختصر طریقہ: اولاً اسطرح بیٹھ جائے جیسا کہ تشہد میں بیٹھتے ہیں پھر نیت کے بعد نگاہ گود پر رکھتے ہوئے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳) تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ ناف سے نیچے متصل ہی باندھ لیں اور ثنا، قرارت سے فارغ ہو کر رکوع کریں، جسکا طریقہ یہ ہے کہ سر اور پیشانی اتنی جھکائیں کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے، اس سے زیادہ جھکنے اور سرین اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (از امداد الاحکام ص ۳۱۵ ج ۲) اور ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیں صرف ہاتھ ٹیک نہ دیں، نگاہ اس وقت نیچے زمین پر سامنے کی جگہ رہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰ ج ۳) اور قومہ میں باندازِ جلسہ اطمینان سے بیٹھیں صرف بیٹھنے کا اشارہ نہ کریں اور ہاتھ گھٹنوں پر اسی انداز سے رکھیں جیسے کہ قعدہ میں رکھے جاتے ہیں، بقیہ اعمال سجدہ، قعدہ اور سلام وغیرہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طرح ہونگے۔

فائدہ: اگر کسی وجہ سے نماز توڑنے کی ضرورت پیش آجائے تو قیام کی حالت میں ایک طرف سلام پھیر دیں، نہ قعدہ کی ضرورت ہے، نہ دوسرے سلام کی، یہی اولیٰ ہے۔ (مستفاد از ذ ص ۵۲۶)

قضا نماز اور اسکی کچھ آسان صورتیں

(۱) عبادت کو وقتِ مقررہ کے اندر شروع کر دینا ادا کہلاتا ہے۔
(۲) فرض یا واجب کو وقت ختم ہونے کے بعد عمل میں لانا قضا کہلاتا ہے۔
(۳) اگر کسی عمل کو بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اس خرابی کو دور کرنے کے لئے اس عمل کو دوبارہ کرنا اعادہ کہلاتا ہے۔ (مستفاد از دُرس ۵۳۷)
(۴) اگر نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا ہوئی ہے یا ترکِ واجب ہوا ہے، تو اعادہ وقت میں واجب ہے اور اگر وقت نکل جانے تک اعادہ نہیں کیا تو گنہگار ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۳ ج ۲)

کسی عذرِ شرعی کے بغیر جان بوجھ کر نماز کو قضا کر دینا سخت گناہِ کبیرہ ہے جو کفر کے قریب ہے، اسکی قضا اور سچے دل سے توبہ کرنا دونوں ضروری ہیں، قضا سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور توبہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہوگا، صرف توبہ ہی کافی نہیں ہے بلکہ در حقیقت یہ توبہ، توبہ ہی نہیں اور "العیاذ باللّٰہ" یہ اللہ تعالیٰ سے مذاق ہے کیونکہ فرض یا واجب تو ابھی اسکے ذمہ باقی ہے۔

قضا کی ادائیگی کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، اوقاتِ مکروہہ (طلوع، غروب، استواءِ شمس) کے علاوہ کسی بھی وقت میں پڑھ سکتے ہیں، فجر و عصر کے بعد اگر چہ نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن قضا جائز ہے۔

اگر کسی کی نمازیں بکثرت قضا ہوئی ہیں تو اپنی قضا شدہ نمازوں کی صحیح تعداد متعین کرلے، اور اگر متعین طور پر معلوم نہ ہوں تو غالب گمان کرلے، اور اتنی ہی پڑھ لے، جس کی آسان صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت ایک یا بشرطِ فرصت کئی نمازیں پڑھتا رہے، بہتر یہ کہ نوافل کے بجائے قضا نماز پڑھے لیکن سنتِ مؤکدہ کی جگہ نہیں، الا یہ کہ عمر کم نظر آ رہی ہو اور قضا نمازیں بہت زیادہ ہوں تو اسکی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۴ ج ۴)

نیت: مثلاً ظہر کی جتنی نمازیں قضا کرنی باقی ہیں ان میں اپنی سب سے پہلی ظہر کی قضا شدہ نماز پڑھتا ہوں، یا ظہر کی جتنی نمازیں قضا کرنی باقی ہیں ان میں سب سے پچھلی ظہر کی

قضا شدہ نماز پڑھتا ہوں، اور سہولت کیلئے:

(۱) رکوع وسجدہ میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بجائے ایک بار بھی پڑھ سکتا ہے

(۲) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بجائے فقط تین بار سبحان اللہ کہہ کر رکوع کرلے، لیکن وتر کی تینوں رکعت میں سورۂ فاتحہ وسورت ضروری ہے۔

(۳) قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد دونوں درود اور دعا کی جگہ صرف **اللّٰھمّ صل علیٰ محمد و آلہ،** کہہ کر سلام پھیر دے۔ (از گناہوں کا سمندر ص ۹۸)

نوٹ: تعدیلِ ارکان کی رعایت کے ساتھ قضا کی جائے۔

قضا کا حکم

جس صفت کیساتھ نماز قضا ہوئی ہے اسی صفت کے ساتھ ادا کی جائے، لہٰذا فرض کی قضا فرض ہوگی، واجب کی قضا واجب ہوگی جیسے وتر اور نذر کی نماز، اور حالتِ اقامت کی قضا چاہے سفر میں کرے لیکن اتمام کرے، اور ایسے ہی حالتِ سفر کی قضا گھر پر پڑھے تو بھی دو رکعت پڑھے۔ (عمدۃ الفقہ)

ضمیمہ

نماز کے شرائط

شرائط سے مراد نماز کے وہ فرائض ہیں جو نماز سے باہر ہیں، جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر کا چھپانا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) قبلہ کی طرف منہ ہونا (۷) نیت کرنا۔

نماز کے ارکان

ارکان سے مراد وہ فرائض ہیں جو داخلِ نماز ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی نہ پایا جائے تو نماز نہ ہوگی (۱) تکبیرِ تحریمہ (۲) قیام (۳) قرارت (۴) رکوع (۵) دونوں

سجدے (۶) قعدۂ اخیرہ۔

فائدہ: خروج بصنعہ یعنی نمازی کا اپنے فعل سے نماز سے نکلنا، فرض ہونا اختلافی ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۸۴) اسی طرح تکبیرِ تحریمہ بھی شرط ہے رکن نہیں، لیکن چونکہ فرائض سے بہت قریب ہے اسلئے اسکو فرائض کے ساتھ بیان کردیا جاتا ہے۔

واجباتِ نماز

واجباتِ نماز سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرلینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اور بھول سے چھوٹنے کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا جائے یا قصداً کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو نماز کا لوٹانا واجب ہوتا ہے۔

(۱) تکبیرِ تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا۔

(۲) تکبیرِ تحریمہ کے بعد اتنی دیر کھڑا رہنا جس میں سورۂ فاتحہ اور کوئی چھوٹی سورت یا چھوٹی تین آیات یا ایک بڑی آیت پڑھی جاسکے (ہاں وہ مقتدی جو امام کو رکوع میں پائے اس پر قیام کی کوئی مقدار واجب نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ)

(۳) فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قرارت کے لئے مقرّر کرنا۔

(۴) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ (نفل و وتر) کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

(۵) فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا۔

(۶) سورۂ فاتحہ سورت سے پہلے پڑھنا (لہٰذا اگر کوئی پہلے سورت پڑھے پھر سورۂ فاتحہ پڑھیگا تو واجب ادا نہ ہوگا)۔

(۷) قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا۔

(۸) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا۔

(۹) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ کو اطمینان سے ادا کرنا یعنی ایک تسبیح کے بقدر ٹھہرنا۔

(۱۰) قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بقدر بیٹھنا۔

(۱۱) دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا۔

(۱۲) سجدوں میں پورے ہاتھ اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا۔ (علم الفقہ بحوالہ مراقی الفلاح)

(۱۳) دوسرا سجدہ اسکے مابعد سے پہلے ادا کرنا (لہٰذا اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کیئے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اسکا واجب ترک ہو جائیگا اسلیئے کہ اس نے سجدہ سے پہلے قیام کرلیا۔ (علم الفقہ بحوالہ مراقی الفلاح)

(۱۴) نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا جو تاخیر فرض یا تاخیر واجب کا سبب بنے (علم الفقہ) تاخیر یہ ہے کہ دو فرض یا دو واجب یا فرض اور واجب کے درمیان ایک رکن یعنی تین تسبیح کے برابر وقفہ ہو جائے (عمدۃ الفقہ) مثلاً:

❁ سورۂ فاتحہ کے بعد زیادہ سکوت کرنا، یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا ❁ دو رکوع کرنا، دوسرا رکوع سجدہ کی تاخیر کا سبب ہوگا ❁ تین سجدے کرنا، تیسرا سجدہ قیام یا قعود کی تاخیر کا سبب ہوگا ❁ قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد "**اللّٰھم صلّ علیٰ محمد**" کی مقدار سے زیادہ بیٹھنا، جیسا کہ مسئلہ گذر گیا۔

(۱۵) امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشار کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہو یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرارت کرنا، اور منفرد کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرارت کرے یا آہستہ آواز سے۔

(۱۶) امام کو ظہر وعصر کی کل رکعتوں اور مغرب وعشار کی آخری دو رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرارت کرنا۔

(۱۷) منفرد اگر فجر، مغرب، عشار کی قضا دن میں پڑھے تو انمیں بھی اس کو آہستہ آواز سے

قرارت کرنا، اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

(۱۸) جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرارت کرنا اور جو نفلیں رات میں پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص مغرب وعشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنی چاہیے اوران رکعتوں میں بلند آواز سے قرارت کرنا واجب ہے۔ (علم الفقہ)

(۲۰) نماز وتر میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا۔

(۲۱) نماز وتر میں دعاءِ قنوت پڑھنا۔

(۲۲) عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنا (علاوہ ان تکبیروں کے جو عام طور سے نماز میں کہی جاتی ہیں)۔

(۲۳) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

(۲۴) لفظِ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا یعنی دو بار لفظ السلام واجب ہے، علیکم کا لفظ واجب نہیں۔ (شامی)

نوٹ: پہلا السلام کہتے ہی نماز ختم ہو جاتی ہے لہٰذا امام کے پہلے السلام کی میم کہتے ہی اقتدا کا موقع نہ رہے گا اب نماز شروع کرنے والا مقتدی نہیں ہوگا، بلکہ منفرد ہوگا۔

نماز کی اکیاون سنتیں

نماز کی سنت کو چھوڑنا، نہ تو نماز میں فساد پیدا کرتا ہے، نہ سجدۂ سہو واجب کرتا ہے، ہاں اگر کوئی عمداً چھوڑے بشرطیکہ حقیر سمجھ کر نہ ہو تو وہ برا کام کرنے والا ہوگا اور اگر حقیر سمجھ کر چھوڑے تو کافر ہوگا۔ (درمختار، ص، ۳۱۸، باب سنن الصلوٰۃ)

قیام کی گیارہ سنتیں

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا یعنی سر کو پست نہ کرنا۔ (۲) پیروں کی

انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا۔ (۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا۔ (۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔ (۵) ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔ (۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا یعنی نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ زیادہ بند۔ (۷) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا۔ (۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ (۱۱) ثنا پڑھنا۔

قرارت کی سات سنتیں

(۱) تعوذ، یعنی اعوذ باللہ، پڑھنا، (۲) تسمیہ، یعنی بسم اللہ پڑھنا (۳) چپکے سے آمین کہنا (۴) فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک، اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصل یعنی سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک اور مغرب میں قصارِ مفصل یعنی سورۂ لم یکن سے سورۂ ناس تک کی سورتیں پڑھنا (۵) فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا (۶) نہ زیادہ جلدی پڑھنا اور نہ زیادہ ٹھہر کر بلکہ درمیان رفتار سے پڑھنا (۷) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

رکوع کی آٹھ سنتیں

(۱) رکوع کی تکبیر کہنا (۲) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا (۳) گھٹنوں کے پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا (۴) پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا (۵) پیٹھ کو بچھا دینا (۶) سر اور سرین کو برابر رکھنا (۷) رکوع میں کم سے کم تین بار ''سبحان ربی العظیم'' پڑھنا (۸) رکوع سے اٹھتے وقت امام کو ''سمع اللہ لمن حمدہ'' اور مقتدی کو ''ربنا لک الحمد'' اور منفرد کو دونوں کہنا۔

سجدہ کی بارہ سنتیں

(۱) سجدہ کی تکبیر کہنا (۲) سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا (۳) پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا (۴) پھر ناک رکھنا (۵) پھر پیشانی رکھنا (۶) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ

کرنا (۷) سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا (۸) پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا (۹) کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا (۱۰) سجدہ میں کم از کم تین بار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' پڑھنا، (۱۱) سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہنا (۱۲) سجدہ سے اٹھنے میں پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

قعدہ کی تیرہ سنتیں

(۱) دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور پیر کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا (۲) دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا (۳) تشہد میں اشہدان لا الہ، پر شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور، الا اللہ، پر جھکا دینا (۴) قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کا پڑھنا (۵) درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ ان الفاظ میں جو قرآن اور حدیث کے مشابہ ہوں، پڑھنا، (۶) دونوں طرف سلام پھیرنا (۷) سلام کی داہنی طرف سے ابتدا کرنا (۸) امام کو مقتدیوں، فرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا (۹) مقتدی کو امام و فرشتوں اور صالح جنات اور دائیں بائیں مقتدی کی نیت کرنا (۱۰) منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا (۱۱) مقتدی کا امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا (۱۲) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا (۱۳) مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔

فائدہ : نمازی کو نماز کا کونسا فعل فرض یا واجب یا سنت ہے، معلوم نہ ہو، تب بھی نماز صحیح ہو جائیگی۔ (عمدۃ الفقہ) تاہم ان متہم بالشان امور کو یاد کرلینا ہی بہتر ہے، تاکہ نماز کی صحت و فساد، کمال ونقصان یا واجب الاعادہ ہونا معلوم ہوسکے، آخر انھیں چیزوں سے جاہل رہنے کی کوئی وجہ؟

مستحباتِ نماز

یعنی جن کا کرنا افضل اور باعثِ ثواب ہے اور نہ کرنا گناہ نہیں ہے، (۱) دونوں قدموں کے درمیان چار انگلی کی مقدار یا اسکے قریب قریب فاصلہ چھوڑنا۔ (۲) تکبیر تحریمہ کے وقت

جبکہ کوئی عذر نہ ہوتو ہاتھ چادر یا آستین وغیرہ سے نکالکر اٹھانا، عورتیں کسی بھی حالت میں چادر یا دوپٹہ وغیرہ سے باہر نہ نکالیں، بلکہ چھپائے ہوئے اٹھائیں (۳) منفرد کو رکوع وسجود میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا، لیکن طاق مرتبہ کہے (۴) نگاہ مخصوص جگہ رکھنا (جسکی تفصیل مقدمہ میں تدابیر کے ماتحت گذر چکی ہے) (۵) جمائی، کھانسی، جہاں تک ہوسکے روکنا (۶) دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" یا صرف، رَبِّ اغْفِرْلِیْ، ایک مرتبہ یا تین مرتبہ کہنا (اسکی عادت ڈال لینا اچھا ہے کیونکہ اسکے پڑھنے سے طمانینت واجبہ ادا ہو جاتی ہے) (۷) ہر قعدہ میں تشہد ابنِ مسعود پڑھنا (۸) قنوت میں دعاءِ خاص "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ" پڑھنا، اور "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْ مَنْ هَدَيْتَ الخ" کا پڑھ لینا بھی اولیٰ ہے۔ (عمدۃ الفقہ، ص ۱۰۷ ج ۲)

چند مفسداتِ نماز

یعنی جن کے کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے۔ (از تعلیم الاسلام حصہ ۴)

(۱) نماز میں بات کرنا قصداً ہو یا بھول کر تھوڑی ہو یا بہت، ہر صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (۲) درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اُف کرنا۔ (۳) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔ (۴) قرآن شریف پڑھنے میں ایسی سخت غلطی کرنا جس سے معنی بدل جائے۔ (۵) عملِ کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جسے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ (۶) کھانا، پینا قصداً یا بھولے سے، دوصفوں کی مقدار کے برابر چلنا، قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔ (۷) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار ٹھہرنا۔ (۸) درد یا مصیبت کیوجہ سے اسطرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔ (۹) بالغ آدمی کا نماز مین قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا۔ (۱۰) امام سے آگے بڑھ جانا۔ (۱۱) نماز کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے کسی شرط کا نہ پایا جانا۔ (۱۲) کسی فرض کا چھوٹ جانا، نماز کا

کوئی واجب عمداً چھوڑ دینا۔ (۱۳) نماز کا کوئی واجب سہواً چھوڑ کر پھر سجدۂ سہو نہ کرنا۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں (۱) پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لیکر دوسرے کان کی لو تک منھ دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں

(۱) نیت کرنا، مثلاً اللہ کی خوشنودی اور نماز کے مباح ہونے کے لئے وضو کرتا ہوں، محض اعضاء کی صفائی کی نیت نہ ہو (۲) بسم اللہ الخ یا بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام پڑھ کر وضو کرنا (۳) دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا (۵) تین بار کلی کرنا (ہر بار نئے پانی سے اور منھ بھر کر ہو)۔ (علم الفقہ) (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا، ہر بار نئے پانی سے (۷) تین بار ناک سنکنا (۸) ہر عضو کو تین بار دھونا (۹) چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا (علم الفقہ)۔ (۱۲) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا (۱۳) سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا (۱۴) وضو کے اعضاء مل مل کر دھونا (۱۵) پے درپے وضو کرنا یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولینا (۱۶) داہنی طرف سے پہلے دھونا (۱۷) وضو کے بعد اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور اسکے بعد یہ دعا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ پڑھنا۔

فائدہ: مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح پکڑے کہ مسواک کے تراشے ہوئے حصہ کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے چھوٹی انگلی رکھے اور درمیان میں اوپر کی جانب

باقی انگلیاں رکھے، مٹھی باندھ کر نہ پکڑے، پہلے اوپر کے دانتوں میں داہنی طرف طول میں کرے، پھر بائیں طرف کرے، اسی طرح نیچے کے دانتوں میں کرے، اسطرح تین بار کرے ہر بار نئے پانی سے بھگو کر پھیرے، پھر زمین پر ویسے ہی لٹا کر نہ رکھے، بلکہ سیدھی کھڑی رکھے، مسواک خشک اور سخت لکڑی کی نہ ہو، کہ نقصان دے، اور نہ اتنی نرم ہو کہ مَیل صاف نہ کر سکے یعنی کہ متوسّط درجہ کی ہو، پیلو یا زیتون یا کسی کڑوے درخت کی مثلاً نیم وغیرہ کی ہو تو بہتر ہے، لمبائی میں ایک بالشت کے برابر ہونی چاہئے، استعمال کیوجہ سے اگر کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں، موٹائی انگوٹھے سے زیادہ نہ ہو، سیدھی ہو، گرہ دار نہ ہو، اگر مسواک نہ ہوں یا دانت نہ ہوں تو انگلی یا کپڑے سے مسواک کا کام لے۔ (علم الفقہ)

ڈاڑھی کے خلال کا طریقہ

داہنے چلّو میں پانی لیکر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں ڈالے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈالکر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائے۔

ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال

ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر اس ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچ لے۔

پیروں کی انگلیوں کا خلال

بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (علم الفقہ)

سر کے مسح کا طریقہ

دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے سر کے دونوں طرف پیشانی کے بالوں کی جگہ پر رکھو اور

دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے سر کے دونوں طرف پیشانی کے بالوں کی جگہ پر رکھو اور ہتھیلیوں کو انگلیوں سمیت گدّی تک لیجاؤ اور پھر واپس لاؤ، بس ہاتھ تمام سر پر پھر جائے۔

فائدہ : یہ طریقہ صحیح اور آسان ہے (علم الفقہ) اور انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو الگ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ اگر چہ مشہور ہے لیکن یہ ایک مرجوح قول ہے۔ (از: چار سو مسائل، عن الفتح کما فی الشامی، ص ۸۲)

کان کے مسح کا طریقہ

چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ میں ڈال کر حرکت دے اور شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصہ کو اور انگوٹھے سے انکی پشت پر مسح کرے۔ (علم الفقہ عن البحر)

چند نواقضِ وضو

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنا (۲) یا ان دونوں جگہوں سے کسی اور چیز کا مثلاً: مذی، وغیرہ کا نکلنا (۳) ریح یعنی ہوا کا پیچھے سے نکلنا (۴) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا (۵) منہ بھر کر قے کرنا (۶) لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانا (۷) بیماری یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہو جانا۔ (۹) رکوع اور سجدہ والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

غسل کے فرائض

(۱) کلّی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن پر پانی بہانا کہ بال کے برابر جسم کا کوئی حصہ خشک رہنے نہ پائے، ناف کا دھونا بھی فرض ہے، ڈاڑھی، مونچھ اور اسکے نیچے کی سطح کا دھونا فرض ہے، اگر چہ اُنکے بال گھنے ہوں اور انکے نیچے کی جلد نظر نہ آتی ہو، انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سوراخوں میں بالیاں ہوں، کہ حرکت دئے بغیر پانی جسم تک نہ پہنچے تو انکا حرکت دینا فرض ہے، اور کان کے سوراخوں میں اگر بالیاں نہ ہوں اور سوراخ بند نہ ہوئے ہوں، پس اگر بغیر ہاتھ مَلے ہوئے یا کوئی تنکا ڈالے ہوئے پانی ان میں نہ پہنچے

تو تنکا وغیرہ ڈال کر ان میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ (علم الفقہ، ص۹۰ ج۱)

غسل کی سنتیں

(۱) نیت کرنا (نجاست سے پاک ہونیکی، تا کہ اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو) (۲) بسم اللہ، پڑھنا (نور الایضاح) (۳) ترتیب سے غسل کرنا (جس کا بیان آگے آرہا ہے) ہاتھوں اور پیروں اور ڈاڑھی کا تین تین مرتبہ خلال کرنا (۵) بدن کو ملنا (۶) پے در پے دھو نا (۷) بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالنا (۸) غسل سے پہلے استنجا کرنا۔

غسل کا مسنون طریقہ

پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر بدن پر نجاست (منی یا اور کوئی ناپاکی) لگی ہوئی ہو تو اسکو تین مرتبہ پاک کرے، پھر چھوٹا اور بڑا استنجا کرے (خواہ ضرورت نہ ہو) اسکے بعد مسنون طریقے پر وضو کرے، اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہو تو پیروں کو نہ دھوئے، وہاں سے علیحدہ ہونے کے بعد دھوئے ورنہ اسی وقت بھی دھو ڈالنا جائز ہے، اب پانی پہلے سر پر ڈالے پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر اتنا پانی ڈالے کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے، بدن کو ہاتھ سے ملے، یہ ایک دفعہ ہوا، اسطرح کل تین مرتبہ پانی ڈالے، جہاں بدن خشک رہ جانے کا اندیشہ ہو وہاں ہاتھ مل کر پانی بہانے کی کوشش کرے۔

فائدہ: غسل کے بعد بدن کو کپڑے سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی، دونوں میں سے جو بھی صورت اختیار کریں سنت کی نیت کر لیں۔ (از: رسول اللہ کی سنتیں)

تمت بالخیر

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَ لَكَ الشُّكْرُ كُلُّهٗ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ، اَللّٰهُمَّ لَآ اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ٥ رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَ لِوَالِدَىَّ

وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥ آمین .

٭٭٭

ایک مؤدبانہ گذارش

تحریک اصلاحِ نماز، ضرورت وطریقۂ کار

گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ ہماری اکثریت کی نمازوں میں بیشمار کمزوریاں اور کوتاہیاں موجود ہیں، جن کی وجہ سے نمازیں بے جان اور کھوکھلی ادا ہو رہی ہیں، وہیں تجربہ ومشاہدہ کی رُو سے یہ بات ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی کوتاہی کی طرف از خود توجہ ہو جاتی ہے، یا متوجہ کیا جاتا ہے اور اسکی اصلاح بھی کر لی جاتی ہے تو بعض بلکہ اکثر یت کا حال یہ ہوتا ہے کہ یہ اصلاح دیرپا ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایک مختصر سی مدت گذرتے ہی اصلی حالت عود کر آتی ہے، مثلاً جماعتِ تبلیغ میں نکلنے کی سعادت میسر آئی تو اصلاح ہوگئی لیکن وطن واپسی کے کچھ ہی روز بعد پھر وہی حال ہو جاتا ہے، اور بعض کی تو اس طرف توجہ نہ جانے کی وجہ سے اصلاح ہی نہیں ہو پاتی، نتیجتًا تاحیات نماز اسی برے حال پر ادا ہوتی رہتی ہے یہ صورتِ حال نہایت قابلِ غور اور اصلاح طلب ہے۔ اس طرح ترکِ سنن وآداب اور خلافِ شان حرکات کے باوجود (بشرطیکہ نماز کے واجب الاعادہ ہونے کی کوئی صورت یا کوئی مفسد پیش نہ آیا ہو) گو فریضہ ادا ہو کر ساقط ہو جاتا ہو لیکن اقامۃ الصلوٰۃ (نماز کے تمام آدابِ ظاہریہ و باطنیہ کے ساتھ ادائیگی، علی القول المشہور، بیضاوی) کا جس کے ہم مامور ہیں اور جس پر قرآن اور حدیث میں بیان کردہ فوائد موقوف ہیں، تحقق نہیں ہوتا جو بجائے خود قبولیت پر ایک سوالیہ نشان ہونے کیساتھ ہمارے لئے ایک عظیم خسارہ کا باعث بھی ہے۔

ارشاداتِ نبویہ (۱) ''اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ'' (۲) اَوَّلُ مَايُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ، فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ'' (۳) وقول عمرؓ لعماله ''اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِیْ الصَّلٰوة فَمَنْ

حَفِظَهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ" وغیرہ سے قدر مشترک یہ مفہوم نکلتا ہے کہ نماز ٹھیک ہوگی تو بقیہ اعمال دین ٹھیک ہونگے، بالفاظ دیگر ظاہری و باطنی آداب کے ساتھ نماز کامل ادا ہوگی تو دین یعنی ایمان بھی کامل اور قوی ہوگا، اور مؤمنین کاملین ہی کے لئے اللہ کی طرف سے حفاظت ونصرت اور عزت وغلبہ کا وعدہ ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ: "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ". اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" الاٰية "وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ" اور "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ" الاٰية وغیرہ متعدد آیات سے صراحۃً یا دلالۃً یہی مفہوم ہوتا ہے اور برعکس (نماز ٹھیک و کامل ادا نہ ہونے کی) صورت میں کمالِ ایمان حاصل نہ ہوگا، اور مذکورہ وعدے بھی پورے نہ ہوں گے، نتیجتاً جو حشر ہونا ہے وہ سب کا چشم دید ہے، بلکہ کم وبیش سبھی کا تجربہ رہا ہے، محتاجی، گداگری، پسماندگی، کیمپوں کی زندگی، خواتین کی عصمت دری، ہر مقام پر ذلت ورسوائی، ہر محاذ ومیدان میں شکست، حکمران بالکل عاجز وبے بس، حکومتیں انتہائی مجبور ومفلوج، جیل کی خوف ناک زندگی، مال وجان کا نذرِ آتش ہونا، ہر قسم کے مہلک وخطرناک زہریلے ہتھیار کا نشانہ بننا، گویا خاصۂ مسلمانی اور اسی کا مقدر ہے۔

کچلی گئی عزت تو ہمارے ہی گھروں کی ❁ کاٹی گئیں فصلیں تو ہمارے ہی سروں کی

یہ تشویشناک اور ناگفتہ بہ حالات ایک جامع ترین حل کے طالب ہیں بلکہ مستقل تحریک کے متقاضی ہیں۔ بظاہر اسکا حل وعلاج مذکورہ نصوص کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے دین وایمان کو مضبوط ومستحکم کرلیں، جس کی سہل صورت یہ ہے کہ ہر مکلّف اپنی نماز کی اصلاح وتصحیح کر کے حتی الامکان تمام ظاہری وباطنی آداب کے ساتھ ادا کرنے لگے۔

بہی خواہانِ ملت!! آج ہم میں سے کون اس بات کا خواہشمند نہ ہوگا کہ افرادِ امت کو خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں، ان بدترین وسنگین حالات سے نجات حاصل ہو اور دشمنانِ دین کے مقابلہ میں غلبہ اور سربلندی نصیب ہو، تو کیوں نہ ہم امت کی فلاح وبہبود کے لئے جاری دوسری سرگرمیوں اور کوششوں کے ساتھ ایک اور کوشش کا اضافہ کرلیں، کہ

پوری فکر اور لگن کے ساتھ کم از کم اپنے اپنے مقام پر ہی لوگوں کو اپنی نماز کی اصلاح و تصحیح کرکے خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی طرف متوجہ اور آمادہ کریں، اسی کی ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے، (وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ) اور اولاً یہی کوشش امت کے ساتھ حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی ثابت ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ ابتداء مکی زندگی میں انتہائی سخت عاجزی و مغلوبیت کے صبر آزما دور میں حفاظت ودفاع کے لئے صبر کے ساتھ ساتھ بار بار اسی نماز کا حکم دیا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ "اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" الآية. اور متعدد جگہ "وسبح" یا "فسبح" کے ساتھ (کہ نماز پڑھتے رہئے) نماز کا حکم فرمایا گیا ہے۔ نیز سب سے پہلے تقریباً ڈیڑھ سال تک نماز ہی کی مشق کرائی گئی جیسا کہ سورۂ مزمل کی آیات سے ظاہر ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود بھی اسکا تجربہ کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں اور تاکید کریں، عجب نہیں کہ ہماری اس سعی کے نتیجہ میں نمازوں کا ٹھیک ادا ہونا نتیجہ خیز ثابت ہو۔

بہتر ہوتا کہ اس کام کے لئے کچھ تجربہ کار اور مخصوص افراد ہوتے جو اسی کام کے لئے سرگرم رہتے، جگہ جگہ جا کر نماز میں موجود کوتاہیوں کی نشاندہی کرکے انکی اصلاح کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے، اور خشوع کی ترغیب دیتے، جیسا کہ دیگر دینی ودنیوی امور مثلاً تحریر وتقریر، شعروادب، مناسک حج، تجوید وقرارت وغیرہ کے لئے مستقل شعبے اور آزمودہ کار مخصوص افراد ہوتے ہیں، جو اسی کام کو اپنا نصب العین بنائے رہتے ہیں۔

اسی پس منظر میں چند معروضات پیش خدمت ہیں

(۱) تارکینِ صلوٰۃ کو نماز کی طرف دعوت کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ ہر مسجد میں وعظ ونصیحت کے ذریعہ (خواہ خود کریں یا کسی ایسی باا‌ثر شخصیت سے کرائیں جس کی عظمت وعقیدت لوگوں کے دلوں میں موجود ہو) لوگوں کے سامنے نماز کی اہمیت اور اسکے سیکھنے سکھانے نیز کسی کوتاہی کی اصلاح کے بعد اسکی مشق کرکے عادت بنالینے کی ضرورت بار بار بیان

کی جائے۔ اسی طرح خشوع کی اہمیت وافادیت ذکر کر کے حقیقی وکامل نماز پڑھنے کی ترغیب دیجائے، تاکہ لوگوں کے دلوں میں نماز کی اصلاح وتصحیح کا جذبہ وطلب بیدار ہو اور ایسی عمومی فضا اور ماحول قائم ہو کہ ہر محتاجِ اصلاح اپنی نماز کا از سرِ نو جائزہ لینے کے لئے مستعد دکھائی دینے لگے اور اپنی نماز دوسرے کو دکھا کر اصلاح کرانے میں کسی قسم کا پس وپیش یا شرم وعار محسوس نہ کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ماحول سازی کا یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ عوام کو صرف متوجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ ایسے کاموں سے وہ ضرور متاثر ہوتے ہیں۔

ایک دیہات میں جانا ہوا، معلوم ہوا کہ حضرت مفتی محمد آدم صاحب دامت برکاتہم، شیخ الحدیث دارالعلوم نذیریہ کاکوسی شمالی گجرات، طلبہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے تھے اور انہوں نے نماز کی اہمیت، اسمیں ہونے والی کوتاہیاں اور خشوع کی اہمیت وافادیت کے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی تھی، جس کو لوگوں نے بصد شوق سنا اور سراہا بھی۔

موصوف ہی کے متعلق سنا گیا کہ ایک جگہ کے لوگوں نے ان سے نماز کا مسنون طریقہ عملی شکل میں دکھانے کے لئے چند دن تک ایک وقت مختص کرنے کا مطالبہ رکھا تھا، جسے بعد میں پورا کیا گیا۔

خانقاہِ زکریا بمقامِ ماہی ماہِ رمضان میں معتکفین کے سامنے حسبِ ارشادِ شفیق الامۃ حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ، آٹھ، دس منٹ کے لئے روزانہ (آئندہ بیان کردہ طریقہ کے مطابق) نماز کو عملی شکل میں بتلانے کا اہتمام کیا گیا، الحمدللہ تمام نے اسکو مفید گردانا۔

غرض کہ عوام میں اسکی طلب موجود ہے اور اسکی واقعی ضرورت بھی ہے، کیونکہ کچھ حضرات کو چھوڑ کر اکثریت کی نمازوں میں کم وبیش کوتاہیاں موجود ہیں، اسی وجہ سے اوپر ذکر کیا گیا کہ اپنی نماز کا از سرِ نو جائزہ لینا ضروری ہے، ورنہ اسکے بغیر ہر ایک کی نماز کا صحیح ہونا دشوار ہے۔

ہاں! اگر خدانخواستہ ماحول سازی کے اس کام میں فی الحال کامیابی حاصل نہ ہو اور لوگوں کا میلان نظر نہ آئے تو ابھی اس کام کو موقوف رکھیں، پھر کسی ایسے موقع پر اس مسئلہ کو اٹھائیں جس میں رجوع الی اللہ اور جذبۂ عمل غالب ہوتا ہے، جیسے ماہِ رمضان کی آمد، ارضی یا سماوی آفات، کسی عمومی مخلص ومشفق ہمدرد کی وفات، اور بھیانک قومی فسادات وغیرہ۔

(۲) اگر اصلاحِ صلوٰۃ کے لئے راہ ہموار ہو جائے تو کل مصلین یا اکثریت کی رائے کے مطابق ایک وقتِ مقررہ میں خواہ ایک ہی مجلس میں یا مختلف مجالس میں تھوڑا تھوڑا کر کے (یہی صورت زیادہ مفید ہے) نماز کا مسنون طریقہ بالترتیب عملی شکل میں ان کے سامنے پیش کریں۔

جن حضرات کے لئے یہ کام نیا تجربہ رکھتا ہو وہ درجِ ذیل باتوں کا لحاظ رکھیں۔

۱- اخلاص، کام میں سہولت اور کامیابی اور لوگوں کے اس کام اور دیگر تمام دینی کاموں کی طرف میلان وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے اہتمام کے ساتھ دعا کریں۔

۲- جس عمل کو دکھانا اور بیان کرنا مقصود ہے، اگر اسکے متعلق تمام باتیں ذہن میں نہ ہوں تو پہلے اسکا مطالعہ کر کے ذہن نشین کر لیں۔

۳- ہر عمل کو تمام متعلقہ امور کے ساتھ (مثلاً تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھانا، انگلیوں اور ہتھیلیوں کا رخ، انگلیوں کی کیفیت، تکبیرِ تحریمہ کہنے کا وقت وغیرہ) وضاحت کے ساتھ آسان انداز میں بیان کریں ورنہ عوام کو غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ ایک مسجد میں جلسہ بین السجدتین کی تعدیل کے متعلق عرض کیا گیا اور عملی شکل میں دکھایا بھی گیا، اس کے باوجود بعد میں کچھ لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ دوسرے سجدہ سے اٹھنے کے بعد قیام سے پہلے بھی بیٹھتے تھے، آخر دوبارہ سمجھانے کی نوبت پیش آئی۔

۴- پھر اسکو خود عمل کر کے بتلائیں۔

۵- عمل میں ہونے والی کوتاہیاں (ترکِ سنن، مکروہات، کوئی مفسد، نماز کی شان کے خلاف حرکات) بیان کریں، اولاً کوئی بڑی وسنگین یا عمومی واکثری کوتاہی بیان کریں، یا جس کی ضرورت ہو اسے ہی بیان کریں، بلاضرورت تمام کا ذکر نہ چھیڑا جائے، مثلاً قدم ترچھے رکھنا، سجدہ میں جاتے وقت شروع ہی سے اوپر کا دھڑ جھکا دینا، تکبیرِ تحریمہ کے وقت سر جھکا لینا (فقہاء نے اسکو بدعت لکھا ہے) نگاہ کو اپنی مخصوص جگہ پر نہ رکھنا، تشہد میں اشارہ کے وقت انگلیوں کی کیفیت میں غلط طریقہ اور پھر حلقہ کھول دینا، یہ سب عمومی کوتاہیاں ہیں، یا مثلاً تکبیرِ تحریمہ یا قرارت کے وقت حروف کا ادا نہ ہونا، یہ مفسد ہے۔

۶- اگر کوتاہی کو عملی شکل میں دکھانا ممکن ہو تو اسے بھی عملاً دکھائیں یعنی غلط اور صحیح دونوں

شکلیں بتائیں۔

نوٹ: کسی بھی کوتاہی کی طرف توجہ دلاتے وقت طنز، مذاق، ڈانٹ ڈپٹ، یا سخت لہجہ اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے کہ اس سے مخاطب پر منفی اثر پڑتا ہے جس سے وہ متنفر ہو جاتا ہے، یہ کوتاہی کو بیان کرنا کچھ یوں ضروری ہو جاتا ہے کہ عموماً بوقتِ عبادات غفلت کا غلبہ اور مسائل سے دلچسپی کا فقدان اس انتہا کو پہنچ گیا ہے کہ منفی پہلو کی صراحت کئے بغیر اس سے اجتناب ضروری نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسپر عمل روا رکھا جاتا ہے، بایں وجہ گذشتہ صفحات میں جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، ہر عمل کو مثبت انداز میں پیش کرنے کے بعد اس کا منفی پہلو ذکر کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔

۷- ایسے ضروری مسائل جو عموماً پیش آتے رہتے ہیں، لیکن اکثریت کو معلوم نہیں ہوتے، ان سے لوگوں کو واقف کرائیں، کیونکہ مسائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے نہ معلوم کتنوں کی نمازیں برسہابرس سے فاسد ادا ہو رہی ہیں، جیسا کہ امام کے ختمِ نماز کا سلام پھیرتے وقت یا سجدۂ سہو کے وقت، مسبوق، امام کی اتباع کرے گا یا نہیں، اسی طرح شک وسہو کے مسائل جن کی صورتیں زیادہ پیش آتی رہتی ہیں۔ اس بات کا خوب خیال رکھا جائے کہ تمام مسائل ایک ہی وقت میں ایک ساتھ نہ بیان کئے جائیں بلکہ ایک، ایک دو، دو کر کے خوب سمجھا کر ذہن نشین کرایا جائے۔

۸- جن حضرات کو نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں یاد نہ ہوں یا ادائیگی صحیح نہ ہو تو اس سلسلہ میں بھی ان کی رہبری کی جائے، مثلاً حلقہ لگائیں، یا کسی صحیح پڑھنے والے سے متعلق کردیں۔

عملی طریقہ بتانے کی ایک مثال

یوں کہئے کہ اولاً تو ہم آستین، ازار، ٹوپی وغیرہ ٹھیک کر کے اطمینان کرلیں۔ تاکہ دورانِ نماز ٹھیک کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے، پھر ہم قبلہ رخ ہو کر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ دونوں قدم کے درمیان تقریباً چار انگل کا فاصلہ رہے اور دونوں قدم ایک دوسرے کے برابر رہیں، آگے پیچھے نہ رہیں اور انگلیاں سیدھی قبلہ رخ رہیں، یہ سنت ہے، اب آپ خود یا کسی دوسرے کو کھڑا کریں اور وہ قدم رکھ کر بتائے، پھر اسوقت کی کوتاہی بیان کریں

مثلاً یوں کہیئے کہ اسوقت ایک کوتاہی یہ ہو جاتی ہے کہ قدم عموماً تر چھے رکھے جاتے ہیں، (کسی خاص فرد یا جماعت کی طرف منسوب نہ کی جائے) اور اسکو بھی عملی شکل میں بتائیں، اور کہیں کہ یہ خلافِ سنت ہے، اس کے بعد ضرورت کے مطابق دوسری کوتاہی بیان کریں۔ پھر مناسب سمجھیں تو اسی وقت یا آخر میں بشرطیکہ وقت اجازت بھی دیتا ہو، درد بھرے انداز میں احساس دلائیے کہ دیکھئے بلا وجہ ہم سے سنتِ رسول ﷺ چھوٹ جاتی ہے اور اسطرح ہم اسپر عمل کی سعادت اور فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں، کہ قدم سیدھے رکھ کر سنت پر عمل کرنے میں کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی، اور نہ ہی قدم ترچھے رکھ کر سنت رسول ﷺ چھوڑنے میں کوئی فائدہ حاصل ہوا۔ نہ معلوم کتنی مدت سے یہ سلسلہ چل رہا ہے؟ آج ہم سچے دل سے توبہ کرتے ہیں اور عزم کرتے ہیں اب تاحیات پیارے آقا ﷺ کی یہ سنت یا اور جتنی بھی سنتیں علم میں آئینگی، نہیں چھوڑینگے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

ہمارے حضرت شفیق الامۃؒ بڑے دلآویز لہجہ میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ذوق رکھ سنتِ گرامی سے ہے شرف آپ کی غلامی سے
جو کوئی پیروِ رسولؐ نہیں لاکھ طاعت کرے قبول نہیں

ہمارے ایک محترم جو سنتِ رسول ﷺ کے بڑے شیدائی ہیں بڑے درد بھرے لہجہ میں فرمایا کرتے ہیں "کہ ہماری زبان یہ کہتے کہتے اور کان یہ سنتے سنتے تھک گئے کہ اتباعِ سنت میں ترقی و کامیابی ہے لیکن حیرت اور افسوس اسپر ہے کہ یہ سنتیں ابھی تک ہمارے رکنِ اعظم نماز ہی میں نہیں آئیں" فَیا لَلْعَجَبْ!!

بہر حال اس طرح بالترتیب دوسرا پھر تیسرا عمل بیان کرتے اور دکھاتے ہوئے نماز کا طریقہ مکمل کریں، الغرض ایک مرتبہ تمام نمازیوں کے سامنے مکمل نماز کا مسنون طریقہ عملی شکل میں آجانا چاہیئے تاکہ اپنی کمزوریوں کا احساس ہو اور اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

نوٹ: ہر مقام پر مذکورہ طریقہ اختیار کرنا اور اتنی تفصیل بیان کرنا ضروری نہیں بلکہ جس قدر مناسب اور ضروری ہو، اسی پر اکتفار کیا جائے، اسی طرح اس سے بہتر اور زیادہ آسان و مفید کوئی طریقہ ذہن میں ہو تو پھر وہ مقدم ہوگا، مقصود صرف نماز کی اصلاح ہے، خواہ جس طریقہ

سے بھی حاصل ہو، لیکن اسکا خوب خیال رکھا جائے کہ جبر واصرار (بالکل پیچھے پڑ جانے) کا ایسا انداز اختیار نہ کیا جائے کہ اس سے لوگ اکتاہٹ، تنگی، یا بوجھ محسوس کرنے لگیں۔

(۳) ہر عمل بیان کرنے کے ساتھ یہ ذہن سازی کرتے رہیں کہ وہ اسکی عملی مشق ضرور کریں، اور کسی بھی جاننے والے کو یا خود آپ ہی کو اپنی نماز دکھائیں تاکہ غلطی کا علم ہو اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہو، نیز جو کوتاہی قدیم اور راسخ ہو اسے اہتمام کیساتھ مشق کرکے دور کریں ورنہ عین وقت پر بے خبری میں اس کوتاہی کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ ہر ایک کا صرف طریقہ جان لینا یا دیکھ لینا کافی نہیں۔

(۴) جس کی نماز صحیح ہو جائے اسکے لئے اب سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسکا خوب خیال رکھا جائے کہ اب کوئی کوتاہی و کمزوری پیدا ہونے نہ پائے اور اگر غفلت کی بنا پر پیدا ہو بھی جائے تو فوراً اسے دور کرلیا جائے، یہ صورتِ حال پیدا نہ ہو، اسکا حل یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت لوگوں کے سامنے امورِ نماز بالخصوص پیدا ہونے والی کوتاہیاں، ضروری مسائل، اور خشوع کیلئے سلف کے واقعات کا تذکرہ آتا رہے، اور اگر مستقلاً کوتاہیوں کی طرف توجہ دلانے میں مقتدیوں کو گرانی محسوس ہونے کا اندیشہ ہو تو وعظ و تقریر کے درمیان یا حسنِ تدبیر سے کسی اچھے انداز میں بیان کردیا کریں۔

(۵) پھر جن حضرات کی ظاہری نماز صحیح ہو جائے انہیں اب خشوع والی نماز کے فوائد و فضائل اور واقعات ذکر کرکے خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب دیجائے اگر چہ تمام آدابِ ظاہری کے ساتھ نماز ادا کرنا ہی بجائے خود خشوع کیلئے نہایت مؤثر ہے تاہم اسکے لئے دوسری تدابیر اختیار کرنا مزید فائدہ سے خالی نہ ہوگا، اسکے لئے محرکاتِ خشوع، نماز کی تیاری کے وقت کیا باتیں ذہن نشین رہنی چاہئے (جن کا بیان پہلے گذرا) جن میں سے بعض مثلاً اس بات کا عزمِ مصمم ہو کہ نماز کما حقہ ادا کرنی ہے، نماز میں ہر چیز کا پڑھنا اس تصور کیساتھ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہوں، نگاہ ہر رکن میں مخصوص جگہ پر رکھنا وغیرہ رفتہ رفتہ تجربہ کرنے کیلئے آمادہ کریں، پھر دوسری تدابیر کا تجربہ کرائیں۔ یا اولاً خشوع کی عمومی ترغیب کے ساتھ خود بھی تجربہ کریں اور کچھ مخصوص افراد سے انکا تجربہ کرائیں تاکہ نتیجہ خیز ثابت ہونے کی صورت میں یہ

تجربہ تمام کیلئے باعثِ رغبت واتباع ہواور یوں اس کام کیلئے مزید راہ ہموار ہو جائے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت وحرکت کی بدولت کچھ نہ کچھ نتائج تو ضرور برآمد ہوں گے، ہر ایک کو فائدہ حاصل نہو تو بعض ہی کو سہی، توجہ الی اللہ ہمیشہ ہر نماز میں نہ سہی تو بعض نماز ہی میں سہی پوری نماز میں نہ سہی تو کسی کسی رکن ہی میں سہی، ضرور اللہ کا دھیان پیدا ہوگا، اور خشوع کی اتنی قلیل اور ناقص مقدار بھی ہم کمزوروں کیلئے دارین میں سرمایۂ کامیابی و نجات ثابت ہوگی، اور کل کو قیامت میں کم از کم حضورِ دل والا ایک سجدہ بھی پیش کرنے کے قابل ہونگے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جیسا کہ اس حدیث سے یہی مفہوم ہوتا ہے، **عن ابی ھریرۃ: "انکم فی زمانٍ من ترك منکم عشر ما امر بہٖ ھلك ثمّ یأتی زمان من عمل منھم بعشر ما امر بہٖ نجا"** (مشکوٰۃ عن الترمذی) کہ صحبتِ نبوی، دین کے قوی اور خیرات کے غالب ہونے کے باعث تمہارا وجود ایسے ساز گار ماحول اور زمانہ میں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی مامور بہ کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے تو یہ اسکے لئے مہلک ثابت ہوگا اور آئندہ ایسا دور آئے گا جس میں عمل کیلئے ماحول یکسر مخالف ہوگا اسلئے اس وقت اگر لوگ مامور بہ کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرلینگے تو اتنا بھی انکے لئے باعث کامیابی ونجات ہوگا، اکثر شراح کے نزدیک مامور بہ سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے (مرقاۃ ص۲۵۲ ج۱) لیکن ہمارے حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی رائے کے مطابق مراتبِ اخلاص مراد ہیں۔ (الکوکب الدرّی ص۲۹۴ ج۱)

فائدہ: توجہ الی اللہ وخشوع پیدا کرنے کیلئے ایک بہترین صورت یہ ہے کہ اگر کسی سے اصلاحی تعلق نہ رکھتے ہوں تو کسی شیخ کامل سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرلیں اور اس سلسلے میں اس سے رجوع کریں اور اسکے مشورے کے مطابق عمل کریں۔

اللھم وفقنا لما تحبّ وترضیٰ من القولِ والعمل والنیۃ والھدیٰ، انك علیٰ کل شیءٍ قدیر،،

(ختم شد، ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ / مطابق ۲۳، مارچ ۲۰۰۳ء)

فرض نمازوں کے اوقات وتعداد رکعات مع سنن ونوافل

نماز	ابتداء	انتہاء	سنت قبل الفرض	فرض	سنت بعد الفرض	نفل	مجموعہ
فجر	صبح صادق سے، جب سحری کا وقت ختم ہوجاتا ہے، بالفاظ دیگر طلوع آفتاب سے تقریباً سوا گھنٹہ پہلے سے	طلوع آفتاب سے پہلے پہلے تک یعنی سورج کی ٹکیہ ظاہر ہوجاتے ہی فجر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔	۲ رموٴکدہ یہ سنت دوسری تمام سنتوں میں اہم ہے۔	۲	×	×	۴
ظہر	سورج ڈھل جانے کے بعد سے	سایہ اصلی کو چھوڑ کو ہر چیز کا سایہ دوگنا ہوجانے تک	۴ رموٴکدہ	۴	۲ موٴکدہ	۲	۱۲
جمعہ	مثل ظہر یہ نماز شرائط کے پائے جانے پر صرف مردوں پر باجماعت فرض ہے	مثل ظہر	۴ رموٴکدہ	۲	۴/۲	۲	۱۴
عصر	ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی	غروب آفتاب تک لیکن اصفرارِ شمس (سورج کا رنگ زرد) ہوجانے کے بعد نماز مکروہ ہوگی	۴ رغیر موٴکدہ	۴	×	×	۸
مغرب	غروب شمس ہوتے ہی	شفق ابیض کے غروب ہونے سے پہلے پہلے تک	×	۳	۲ موٴکدہ	۲ اوّابین ۴ یا ۶	۷
عشاء	مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی	اوّل تہائی رات تک اسکا وقت مستحب ہے، نصف رات تک وقت جائز ہے، اس کے بعد صبح صادق تک وقت مکروہ ہے	۲ یا ۴ غیر موٴکدہ	۴	۲ موٴکدہ ۳، وتر واجب	۲ قبل الوتر ۲ بعد الوتر	۱۷

واجب نمازیں

واجب نمازیں تین ہیں: (۱) وتر کی نماز (۲) عیدین کی نماز (۳) نذر کی نماز

وتر کی نماز

وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کی نماز کا ہے۔ لیکن اسے عشاء کی نماز کے بعد ہی ادا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی اسے عشاء کی نماز سے پہلے ادا کرے گا تو وہ ادا نہ ہوگی۔ تہجد گزار شخص کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ اسے تہجد کی نماز کے بعد پڑھے۔

نماز وتر کا طریقہ

وتر کی کل تین رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے عام نمازوں کی طرح دو رکعت پڑھ کر قعدۂ اولیٰ کرے، جس میں التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھا کر (کہ نہ کہنیوں سے جھٹکا لگاوے نہ ہاتھ نیچے کی طرف لے جا کر چھوڑ دے بلکہ) سیدھے باندھ لے، اور آہستہ سے دعاءِ قنوت (اور درود شریف بھی جو کہ مستحب ہے چاہے مختصر ہو) پڑھے، پھر رکوع، سجدہ اور قعدہ اخیرہ کر کے سلام پھیر دے۔

فائدہ: سلام کے بعد متصلاً حدیث کے مطابق تین بار ''سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ'' پڑھے، لیکن تیسری مرتبہ میں قدرے بلند آواز سے پڑھے۔ (مشکوٰۃ)

یہ نماز جماعت کے ساتھ صرف رمضان المبارک میں تراویح کے بعد پڑھی جاتی

ہے۔ باقی دنوں میں تنہا تنہا پڑھی جاتی ہے۔

مسئلہ: وتر کی جماعت میں اگر امام صاحب اپنی دعاءِ قنوت پوری کر کے رکوع میں چلے جائیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی میں رکوع میں چلا جائے۔ اگر چہ اس کی دعا پوری نہ ہوئی ہو۔

عید کی نماز کا طریقہ

عید کی نماز جمعہ کی طرح (اس کے شرائط پائے جانے پر) صرف مردوں پر واجب ہے۔ دونوں عید کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے پہلے یہ نیت کرے کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی واجب نماز چھ زائد تکبیروں کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھتا ہوں، یا مختصر طور پر اس قدر نیت کر لینا کافی ہے کہ میں عید کی نماز امام کے پیچھے ادا کرتا ہوں۔

پھر ہر ایک تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے۔ ثنا کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے، پھر دوسری تکبیر کہتے ہوئے اسی طرح کرے، پھر تیسری تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر سیدھے باندھ لے، اور امام اکیلا بلند آواز سے قرارت کرے۔ (مقتدی خاموشی کے ساتھ سنیں) پھر رکوع سجدہ کر کے پہلی رکعت پوری کر لے، اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر پہلے قرارت کرے پھر کھڑے کھڑے ہی تین زائد تکبیریں ہاتھ اٹھانے اور چھوڑنے کے ساتھ کہے، پھر چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور بقیہ نماز پوری کرے۔

تکبیر تشریق

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" اس تکبیر کو یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کی فجر سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا واجب ہے، مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

نذر کی نماز

نذر کا مطلب ہے منت ماننا، غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینا، اگر کوئی شخص اس طرح منت مانے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں مثلاً دو یا چار یا آٹھ رکعتیں یا اس سے زیادہ رکعتیں نماز پڑھوں گا۔ تو اس پر اتنی رکعتیں واجب ہو جاتی ہیں اگر ادا نہیں کرے گا تو یہ واجب اس کے ذمہ باقی رہے گا اور گنہگار ہو گا اور اس کو عام نفل نمازوں کی طرح پڑھا جائے۔

بقیہ مسنون اور نفل نمازیں

اب تک بیان شدہ فرض و واجب اور سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ نمازوں کے علاوہ اور بھی سنت اور نفل نمازیں ہیں جن کا بیان حسب ذیل ہے۔

تراویح کی نماز

یہ نماز رمضان المبارک میں مرد و عورت دونوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے، اس کی دو دو رکعت کر کے کل بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، مردوں کے لیے جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنت کفایہ ہے، اس کا وقت وہی ہے جو عشاء کا ہے، لیکن اسے عشاء کے فرض و سنت کے بعد ہی پڑھا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھ سکا ہو تو وہ پہلے عشاء کی نماز ادا کرے، پھر تراویح کی نماز میں شریک ہو اور تراویح کی فوت شدہ رکعتیں وتر کی نماز کے بعد ادا کرے۔

تراویح کی نماز میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا سنت ہے، اس سے زیادہ ختم افضل ہے، لیکن کلام الٰہی کو اس قدر جلد بازی کے ساتھ کہ حروف صحیح ادا نہ ہوں، نہ خود حافظ صاحب پڑھیں، نہ کسی کی طرف سے اس کی ترغیب یا مطالبہ یا جبر ہو۔ یہ صورت یا تو نماز

ہی کے لیے خطرہ یا ثواب کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے کلام پاک کو اطمینان کے ساتھ صحیح صحیح پڑھیں جو ہر اعتبار سے مفید ہی مفید ہے۔ صرف اتنا ہوگا کہ پانچ، سات منٹ زیادہ خرچ ہوں گے۔

تہجد کی نماز

یہ نماز شروع اسلام میں فرض تھی، پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد یہ سنت ہو کر رہ گئی، احادیث میں اس کے بکثرت فضائل وارد ہیں۔ اس کا وقت عشار کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق تک رہتا ہے۔ لیکن ایسے شخص کے لیے جو سوجانے کے بعد بیدار ہونے پر قادر ہو آدھی رات کے بعد تہجد پڑھنا بہتر ہے۔ اور اس کی ۲/۴/۶/۸/۱۰/۱۲/ رکعت تک پڑھ سکتا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا اکثر معمول آٹھ رکعت پڑھنے کا تھا۔ اور جو شخص باوجود کوشش کے بیدار ہونے پر بھروسہ نہ رکھتا ہو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ وتر کی نماز سے پہلے تہجد کی نیت سے نفل پڑھ لے، لیکن تہجد کے وقت اٹھنے کی نیت تو بہر حال ہونی چاہیے، اگر بیدار ہونے کی سعادت نصیب ہو جائے تو دوبارہ پڑھ لے۔

اشراق کی نماز: سورج نکلنے کے وقت سے تقریباً بارہ پندرہ منٹ پر اس کی دو یا چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

چاشت کی نماز: تقریباً دس بجے جب آفتاب کچھ اوپر آجائے اس وقت ۲/۴/۶/۸/ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

اوّابین کی نماز: مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں اس نماز کی بیس رکعت کا ذکر ہے۔

صلوٰۃ التسبیح

یہ نماز جناب نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جان حضرت عباسؓ کو تعلیم فرمائی تھی کہ ممکن

ہوتو اس نماز کو دن میں ایک بار پڑھ لیا کرو، ورنہ ہفتہ میں ایک روز پڑھ لیا کرو (بعض مشائخ کے یہاں جمعہ کے روز پڑھنے کا معمول ہے) ورنہ مہینہ میں ایک بار پڑھا کرو، اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو سال بھر میں ایک بار پڑھ لو، ورنہ زندگی میں ایک بار تو پڑھ ہی لینا، اس سے سارے گناہ چھوٹے بڑے نئے پرانے اگلے پچھلے ظاہری باطنی جان کر کئے ہوں یا بے خبری میں ہو گئے ہوں معاف ہو جاتے ہیں۔

مکروہ وقت کے علاوہ جب چاہے اس نماز کی چار رکعت اس ترتیب سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں ثنا کے بعد کلمہ "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" پندرہ بار پڑھے، پھر قرارت کے بعد کھڑے کھڑے ہی رکوع میں جانے سے پہلے دس بار، پھر رکوع میں رکوع کی تسبیح کے بعد دس بار، پھر قومہ میں "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد" کہہ کر دس بار، پھر سجدہ میں تسبیح کے بعد دس بار، پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں "رَبِّ اغْفِرْلِیْ" پڑھ کر دس بار، پھر دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد دس مرتبہ مذکورہ کلمات پڑھے۔ پھر ہر رکعت میں اسی ترتیب سے کہ شروع رکعت میں قرارت سے پہلے پندرہ مرتبہ اور باقی جگہوں میں دس دس مرتبہ پڑھے۔

حاصل یہ ہے کہ کلمہ "سبحان اللہ" الخ کی ایک رکعت میں پچھتّر مرتبہ کے حساب سے چار رکعت میں کل تعداد تین سو ہوگی۔

نوٹ: تسبیحات کو نماز کی حالت میں باقاعدہ انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ ہے، ہاں! انگلیوں کو اپنی جگہ رکھے ہوئے دبا کر گنتی کا اندازہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔

اگر یاد ہو تو پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر اور دوسری میں والعصر تیسری میں سورۃ الکفرون اور چوتھی رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے ورنہ جونسی سورت پڑھے گا کافی ہوگا۔

مذکورہ نمازوں کے علاوہ اور بھی نفل نمازیں ہیں جو کسی خاص سبب کے پائے جانے پر غیر مکروہ وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔

تحیة الوضو: اس کی دو رکعت جو وضو کے بعد فوراً پڑھی جاتی ہیں۔

تحیة المسجد: اس کی دو رکعت جو مسجد (اللہ کے گھر) میں داخل ہونے کی سعادت

نصیب ہونے پر بطور سلام پڑھی جاتی ہیں۔

صلوٰۃ التوبۃ: اس کی دو رکعت کسی گناہ کے صادر ہو جانے پر بطریق توبہ کے پڑھی جاتی ہیں۔

صلوٰۃ الشکر: اس کی دو رکعت کسی مصیبت کے دور ہو جانے پر یا کسی نعمت کے حاصل ہونے پر بطورِ شکرانہ پڑھی جاتی ہیں۔

صلوٰۃ الحاجۃ: اس کی دو رکعت کسی بھی قسم کی چھوٹی یا بڑی ضرورت پیش آنے پر پڑھی جاتی ہیں۔

صلوٰۃ الاستخارۃ: فرض اور واجب عبادت، حرام و مکروہ سے بچنے اور بشری تقاضہ (کھانا، پینا، استنجا ر) کے علاوہ کسی جائز و مباح ضرورت مثلاً سفر، تجارت یا ملازمت یا کار وبار کے سلسلہ میں دل میں کسی ایک پہلو کے متعلق اطمینان نہ ہو (کہ اسے اختیار کرے یا چھوڑے) ایسی حالت میں صلوٰۃ الاستخارۃ کی نیت سے دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد دعا ر استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد دل میں جو بات آتی ہے اس کے مطابق عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کام میں خیر و بھلائی رہتی ہے۔ بقول بعض اس طرح سات مرتبہ استخارہ کرے، پھر عملی اقدام کرے۔

صلوٰۃ الکسوف: (سورج گرہن) اور صلوٰۃ الخسوف (چاند گرہن) ہونے پر بھی دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ صلوٰۃ الاستسقاء قحط سالی اور بارش کے رک جانے کے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل و طریقہ بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

سجدۂ تلاوت: قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ ان کو پڑھنے یا سن لینے سے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اولیٰ و افضل یہ ہے کہ سجدہ کی آیت تلاوت کر لینے کے فوراً بعد ہی سجدہ ادا کر لیا جائے۔ اگرچہ تاخیر سے ادا کرنے کی صورت میں بھی واجب ادا ہو جائے گا۔

سجدہ کا طریقہ: افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے۔ اور سجدہ کی تسبیح پڑھے۔ پھر تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اور اگر کوئی

شخص بیٹھ کر سجدہ کرتا ہے تو بھی واجب ادا ہو جائے گا۔

سجدۂ تلاوت بھی مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت ادا کیا جا سکتا ہے، ہاں اگر اسی وقت واجب ہوا ہو تو کراہت کے ساتھ ادا ہو سکتا ہے۔

نماز جنازہ: میت پر جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز جنازہ کہتے ہیں۔ یہ نماز مردوں پر فرض کفایہ ہے اس کے دو رکن ہیں۔ (۱) قیام (۲) چار تکبیریں۔

نماز جنازہ کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کا جنازہ آگے رکھا جائے اور امام میت کے سینے کے بالکل سامنے کھڑا رہے اور مقتدی حضرات امام کے پیچھے طاق عدد میں صفیں قائم کریں، اور نماز جنازہ کی نیت کرلیں، اور امام پہلی تکبیر آواز سے کہے، اس وقت مقتدی بھی اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لیں۔ اس کے بعد ہر ایک ثنا پڑھے۔ پھر امام دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہے اس وقت مقتدی بھی ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہیں، اور ہر ایک درود ابراہیمی پڑھے، پھر اسی طرح سب تیسری تکبیر کہیں، جس کے بعد ہر ایک دعاء جنازہ پڑھے۔ پھر سب چوتھی تکبیر کہیں اور اس کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔

نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا

اگر کوئی شخص بڑی مسجد یا کھلے میدان میں نماز پڑھتا ہے تو سجدہ کی جگہ نظر رکھتے وقت جہاں تک نظر پہنچتی ہے وہاں تک نمازی کے آگے سے کسی کا گذرنا جائز نہیں ہے، اور اگر چھوٹی مسجد یا گھر میں نماز پڑھتا ہو تو قبلہ کی دیوار تک آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے اور گناہ ہے۔

بڑی مسجد کی حد یہ ہے کہ وہ چالیس ہاتھ یا اس سے زائد ہو، چھوٹی مسجد کی حد یہ ہے کہ وہ چالیس ہاتھ سے کم ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی شخص کو نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ معلوم

ہو جائے تو وہ چالیس سال تک اپنی جگہ ٹھہرے رہنا پسند کرے اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔ ہاں! اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کے بالکل سامنے ہو تو وہ کسی بھی طرف سے نکل سکتا ہے، لیکن نمازی کے سلام پھیر دینے کے بعد جانا افضل ہے۔

نوٹ: نماز پڑھنے والا نماز ایسی جگہ شروع نہ کرے کہ لوگوں کی آمد و رفت کے لیے مانع بنے، جیسے کہ بیچ صحن میں یا آخری صفوں میں خاص طور سے جماعت کھڑی ہونے کے قریب یا اس وقت جب کہ نمازی حضرات کے مسجد سے نکلنے کا وقت قریب ہو گیا ہو، یہ قطعاً مناسب نہیں، کیوں کہ یہ گزرنے والوں کے لیے پریشانی کا سبب ہوتا ہے۔

ثنا: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.
''اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بلند ہے، اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

تعوذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے''۔

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے''۔

سورۂ فاتحہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ثابت ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمایا، ان لوگوں کے راستے پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ گمراہ لوگوں کے راستے پر''

سورۂ کوثر: اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○
''اے نبی (ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا کی ہے، پس تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی

کرو، بیشک تمہارا دشمن ہی بے نام ونشان ہونے والا ہے‘‘

سورۂ اخلاص :قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌo اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ يَلِدْo وَلَمْ يُوْلَدْo وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌo ’’اے نبی (ﷺ) کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کے برابر ہے‘‘

سورۂ فلق :قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِoمِنْ شَرِّ مَاخَلَقَoوَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَo وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِoوَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَo ’’اے نبی (ﷺ) کہو کہ میں صبح کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے اور اندھیرے کے شر سے، جب اندھیرا اچھل جائے، اور گرہوں پر دم کرنے والیوں کے شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے پر آجائے‘‘۔

سورۂ ناس:قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ oمَلِكِ النَّاسِ oاِلٰهِ النَّاسِ oمِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ۙ الْخَنَّاسِo الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِo مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِo ’’اے نبی (ﷺ) کہو کہ میں آدمیوں کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں، آدمیوں کے بادشاہ کی آدمیوں کے معبود کی (پناہ لیتا ہوں) اس وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے‘‘۔

التحیات یا تشھد :اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَلطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ’’تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں‘‘۔

درود ابراھیمی :اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ''اے اللہ رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف کے لائق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل پر جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔

دعاء ماثورہ :اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. ''اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے، بیشک تو ہی بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔

آیۃ الکرسی :اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ،اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ، مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَاخَلْفَهُمْ، وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ، وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ. ''اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے، نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حکم کے بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے، جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ اور لوگ ان کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنی وہ چاہے۔ اسی کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے، اور اس کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں اور وہ عالی شان عظمت والا ہے''۔

دعاء قنوت :اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُكَ وَلَا نَکْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ. ''اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اور تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں، اور تیرے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں، اور تیری بہتر تعریف کرتے ہیں، اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں، اور تیری ناشکری نہیں کرتے، اور علیحدہ کردیتے اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تیرے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور تیری ہی جانب دوڑتے اور جھپٹتے ہیں، اور تیری ہی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے''۔

دعاء جنازہ :اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ. ''اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے حاضر لوگوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو، اے اللہ ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو وفات دے اس کو ایمان پر وفات دے''۔

دعاء جنازہ نابالغ لڑکے کے لیے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا. ''اے اللہ اس لڑکے کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا، اور اس کو ہمارے لیے اجر کا سبب اور ذخیرہ بنا، اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا، اور وہ جس کی سفارش منظور ہوجائے، بنا''۔

دعاء جنازہ نابالغ لڑکی کے لیے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًاوَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَالَنَا شَافِعَةً

وَّمُشَفَّعَةً. ''اے اللہ اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا، اور اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ بنا، اور اس کو ہماری سفارش کرنے والی، اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے، بنا''۔

دعاء استخارہ :اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ(۱) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ(۱) شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.

(۱) یہ پڑھتے وقت اپنے مقصد کا دھیان کرے۔

❁ ❁ ❁

نماز کی فریاد

بے دل سے پڑھی جاتی ہوں میں ✿ بے دل سے پڑھائی جاتی ہوں
اک بوجھ ہوں گویا میں کوئی ✿ اس طرح اٹھائی جاتی ہوں
جاڑے کی ٹھٹھرتی راتوں میں ✿ جب گرم بچھونے ملتے ہیں
تب ترک بھی کردی جاتی ہوں ✿ نیندوں میں گنوائی جاتی ہوں
دل اور کہیں ہے دھیان کہیں ✿ آنکھیں ہیں کہیں ایمان کہیں
ایسے بھی پڑھی جاتی ہوں کبھی ✿ ایسے بھی پڑھائی جاتی ہوں
فلموں کے ترانے یاد سبھی ✿ ارکان میرے کچھ یاد نہیں
اخلاص وادب کی دولت سے ✿ میں دور ہٹائی جاتی ہوں
آتی ہے مصیبت جب کوئی ✿ پڑتی ہے مشقت جب کوئی
کچھ لوگ ہیں جن کو ایسے میں ✿ میں یاد دلائی جاتی ہوں
رنگین چھتیں، رنگیں صفیں ✿ رنگین سبھی کچھ ہے لیکن
بے رنگ نہ جانے میں ہی کیوں ✿ ہر روز بنائی جاتی ہوں
مسجد کے منارے تو ہر دم ✿ اونچے ہی اٹھائے جاتے ہیں
افسوس! مگر میں لوگوں کے ✿ سینوں سے گرائی جاتی ہوں
شاداب بنایا تھا مجھ کو ✿ جس پیارے نبیؐ نے عالم میں
افسوس! اسی کی امت کے ✿ ہاتھوں سے مٹائی جاتی ہوں
للہ! بچالو! آج مجھے ✿ اے دہر کے غافل انسانو!
میں آج مٹائی جاتی ہوں ✿ میں آج بھلائی جاتی ہوں
مجھ کو نہ اگر اپناؤ گے ✿ ہستی کو میری ٹھکراؤ گے
روؤ گے ہزاروں سال یوں ہی ✿ للہ! بہت پچھتاؤ گے

(جناب) مسافر پالن پوری (صاحب)

چند مجربات

❁ دشمن یا کسی ظالم کے ظلم اور ایذا ر سے حفاظت کے لیے آیۃ الکرسی، یا ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ '' یا ''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ '' یا ''اَللّٰهُمَّ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا وَاسْتُرْعَوْرَاتِنَا '' کا ورد رکھے۔

علاوہ ازیں اسی مقصد کے لیے ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ '' تین سو اکتالیس مرتبہ، اوّل و آخر درود شریف کے ساتھ پڑھنا بھی نہایت مفید ہے۔

❁ ہر مقصد میں کامیابی کے لیے: سو مرتبہ درود شریف، پھر پانچ سو مرتبہ ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ '' پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ (یکسوئی کے ساتھ)

❁ حاکم یا کسی افسر کو مطیع وفرماں بردار بنانے کے لیے: حاکم کے سامنے ''یَا سُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَاغَفَّارُ یَاوَدُوْدُ '' پڑھتا رہے۔

❁ سنگین مقدمہ سے نجات کے لیے: پاک کپڑے خوشبو لگا کر پہنے، اور پاک جگہ پر بیٹھ کر ''یَاحَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَاعَلِیُّ یَاعَظِیْمُ '' ایک لاکھ اکیاون ہزار مرتبہ پڑھے۔

❁ قید سے رہائی کے لیے: آیت کریمہ ''رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ '' عصر یا مغرب کے بعد سوا لاکھ مرتبہ پڑھے۔

❁ غم وٹینشن یا کسی بھی قسم کی پریشانی دور کرنے کے لیے: (۱) ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ '' سات سات بار صبح وشام پڑھے۔ (۲) سورۂ فلق اور سورۂ ناس، اوّل تا آخر تین تین بار درود شریف کے ساتھ پڑھے۔ (۳) سچی پکی توبہ کے بعد زیادہ سے زیادہ استغفار (اس کی حقیقت ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھے۔

❁ قرض کی بسہولت ادائیگی کے لیے: ''اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ '' پڑھے۔ حدیث میں ہے کہ اگر کسی پر پہاڑ کے برابر

قرض ہوگا تو بھی اللہ تعالیٰ ادائیگی کی شکل پیدا فرما دیں گے۔

❁ قرض کی ادیگی نیز غم و ٹینشن دور کرنے کے لیے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکل مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ" پڑھنے کا معمول بنائے۔

❁ فالج، وبائی امراض سے حفاظت کے لیے: "بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" صبح و شام تین تین بار پڑھے۔

❁ قوت حافظہ کے لیے: عصر کی نماز کے بعد سورۂ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی" اوّل آخر تین تین بار درود شریف کے ساتھ پڑھے، لیکن آیت "سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی" کو تین بار پڑھے، اور داہنے ہاتھ پر دم کرے، اور پہلے سینہ پر پھر سر پر پھیرے۔